ٹیلیفون نمبر ۹ — تار کا پتہ: الفضل قادیان — رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۴۲۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ — عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل قادیان

سیرت نمبر

یوم جمعہ

ایڈیٹر: غلام نبی — قیمت اڑھائی آنہ

ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق جملہ خط و کتابت بنام مینیجر الفضل ہو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

202

مدینۃ المسیح

قادیان ۳ ماہ فتح ۱۳۲۰ہش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق آج ۵ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی صحت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو جگر میں درد اور بخار کی شکایت ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔

صاحبزادی امۃ المتین بیگم صاحبہ بنت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کو چند دن سے بخار ہے۔ احباب صاحبزادی صاحبہ کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

صاحبزادہ مجیب احمد صاحب کو خدا تعالےٰ کے فضل سے اب بالکل آرام ہے۔

نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے جلسہ سالانہ کے لئے ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۴۱ء کی تاریخیں مقرر کی گئی ہیں۔ مفصل اعلان آئندہ کیا جائے گا۔

جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کی طبیعت اب اچھی ہے۔

جلد ۲۹ | ۵ ماہ فتح ۱۳۲۰ ہش | ۱۵ ماہ ذوالقعدہ ۱۳۶۰ ہجری | ۵ ماہ دسمبر ۱۹۴۱ء | نمبر ۲۷۶

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے پیروؤں کو کیا تعلیم دی؟

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالےٰ کی مخلوق کی ہدایت اور راہ نمائی کے لئے جو کتب تصنیف فرمائی ہیں۔ ان میں "کشتی نوح" کو اس لحاظ سے خاص امتیاز حاصل ہے۔ کہ اس میں آپ نے اپنی تعلیم کا خلاصہ پیش فرمایا ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ آپ اپنے پیروؤں سے کن عقائد اور کن اعمال کی توقع رکھتے ہیں۔ ذیل میں اس کتاب کا ایک اقتباس پیش کیا جاتا ہے:-

"اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو۔ آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے۔ جب سچ مچ تقوےٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ . . یاد رکھو۔ کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا۔ جو تقوےٰ سے خالی ہے۔ ہر ایک نیکی کی جڑ تقوےٰ ہے۔ جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہوگی۔ وہ عمل بھی ضائع نہیں ہوگا۔ ضرور ہے کہ انواع رنج و مصیبت سے تمہارا امتحان بھی ہو۔ جیسا کہ پہلے مومنوں کے امتحان ہوئے۔ سو خبردار رہو۔ ایسا نہ ہو۔ کہ ٹھوکر کھاؤ۔ زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی۔ اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے۔ جب کبھی تم اپنا نقصان کرو گے۔ تو اپنے ہاتھوں سے نہ کہ دشمن کے ہاتھوں سے . . . . . یہ مت خیال کرو۔ کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کر لی ہے۔ ظاہر کچھ چیز نہیں۔ خدا تعالےٰ دلوں کو دیکھتا ہے۔ اور اسی کے مطابق تم سے معاملہ کرے گا۔ دیکھو میں یہ کہکر فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں۔ کہ گناہ ایک زہر ہے اس کو مت کھاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے۔ اس سے بچو۔ دعا کرو۔ تا تمہیں طاقت ملے۔ جو شخص دعا کے وقت خدا کو ہر بات پر قادر نہیں سمجھتا۔ بجز وعدہ کی مستثنیات کے۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے۔ اور آخرت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بدعملی سے، یعنے شراب سے۔ قمار بازی سے۔ بدنظری سے اور خیانت سے اور رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرف سے توبہ نہیں کرتا۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص دعا میں لگا نہیں رہتا۔ اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص بد رفیق کو نہیں چھوڑتا۔ جو اس پر بد اثر ڈالتا ہے۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا۔ اور امور معروفہ میں جو خلاف قرآن نہیں ہیں۔ ان کی بات کو نہیں مانتا۔ اور ان کی تعہد خدمت سے لاپرواہ ہے۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص اپنے ہمسایہ کو ادنےٰ ادنےٰ خیر سے بھی محروم رکھتا ہے۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص نہیں چاہتا۔ کہ اپنے قصور وار کا گناہ بخشے۔ اور کینہ پرور آدمی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر مرد جو بیوی سے یا بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اس عہد کو جو اس نے بیعت کے وقت کیا تھا۔ کسی پہلو سے توڑتا ہے۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص مجھے فی الواقعہ مسیح موعود اور مہدی معہود نہیں سمجھتا۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور جو شخص امور معروفہ میں میری اطاعت کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص مخالفوں کی جماعت میں بیٹھتا۔ اور ان کی ہاں میں ہاں ملاتا ہے۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے ہر ایک زانی۔ فاسق۔ شرابی۔ خونی۔ چور۔ قمار باز۔ خائن۔ مرتشی۔ غاصب۔ ظالم۔ دروغگو۔ جعلساز اور ان کا ہمنشین اور اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تہمتیں لگانے والا۔ جو اپنے افعال شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔

یہ سب زہریں ہیں۔ تم ان زہروں کو کھا کر کسی طرح بچ نہیں سکتے۔ اور تاریکی اور روشنی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی۔ ہر ایک جو پیچ در پیچ طبیعت رکھتا ہے۔ اور خدا کے ساتھ صاف نہیں ہے۔ وہ اس برکت کو ہرگز نہیں پا سکتا۔ جو پاک دلوں کو ملتی ہے . . . .

عقیدہ کی رو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے۔ کہ خدا ایک ہے۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے۔ اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے۔ اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں۔ مگر وہی جس پر بروزی طور پر محمدیت کی چادر پہنائی گئی کیونکہ خادم اپنے مخدوم سے جدا نہیں۔ اور نہ شاخ اپنی بیخ سے جدا ہے۔ پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا لقب پاتا ہے۔ وہ ختم نبوت کا خلل انداز نہیں۔ جیسا کہ تم جب آئینہ میں اپنی شکل دیکھو۔ تو تم دو نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ایک ہی ہو۔ اگرچہ بظاہر دو نظر آتے ہیں۔ صرف ظل اور اصل کا فرق ہے۔ سو ایسا ہی خدا نے مسیح موعود میں چاہا۔ . . . . میں روحانیت کی رو سے اسلام میں خاتم الخلفاء ہوں۔ جیسا کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی سلسلہ کے لئے خاتم الخلفاء تھا۔ موسےٰ کے سلسلہ میں ابن مریم مسیح موعود تھا۔ اور محمدی سلسلہ میں میں مسیح موعود ہوں . . . مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا۔ میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں۔ اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بد قسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے۔ کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کچھ چشم دید حالات!

(از جناب مولوی ذوالفقار علی خانصاحب گوہرؔ رامپوری)

(غیرت دینی)

دائر تھا جب مقدمہ گورداسپور میں
حاضر تھا یہ غلام بھی اُس دن حضور میں

اجلاس کے قریب بڑ کے ہیں جو شجر
لیٹے ہوئے تھے سایہ میں آپ ایک فرش پر

خدام تھے حضور کا ہالہ کئے ہوئے
اپنی مسرّتوں کو دوبالا کئے ہوئے

فرمایا آپ نے کہ سب احباب لیٹ جائیں
گرمی بڑی ہی سخت ہے تکلیف کیوں اٹھائیں

اتنے میں آئے خواجۂ باعلم و باکمال
کرنے لگے حضور کی خدمت میں عرض حال

اجلاس میں گیا تھا خدابخش کے حضور
کہنے لگے وہ مجھ سے کہ اے خواجہ باشعور

حضرت سے کہئے جاکے ادب سے مرا سلام
میری طرف سے دیجیئے یہ خیر کا پیام

اچھا ہے صلح کریں کرم دین سے جناب
ہے شان کے خلاف مقدمہ کا اضطراب

میں نے کہا کہ آپ کا لیجاتا ہوں پیام
ہے میری رائے میں بھی مناسب جو ہو یہ کام

یہ سن کے سُرخ ہوگیا چہرہ حضور کا
اُٹھ بیٹھے آپ جوش سے فرمایا کیا کہا

میں اور صلح جسکے یہ معنے ہیں صاف صاف
جھوٹا ہوں میں ہے دعوئ مرا صدق کے خلاف

یعنی نبی نہیں ہوں مگر مفتری ہوں میں
جھوٹے حلف ہیں میرے کہ سچا نبی ہوں میں

چہرہ تھا سُرخ ہونٹوں میں لغزش تھی جوش سے
بیٹھے سے اٹھ کھڑے ہوئے پھر ٹہلنے لگے

پھر یہ پیام بر سے کہا آپ کو دہیں!
کہنا تھا یہ کہ صلح کا امکان ہی نہیں

یہ تو خدا کا کام ہے میرا نہیں ہے کام
پہنچاتا ہوں زمانہ کو اللہ کا کلام

جو مجھ پہ گذرے . گذرے مجھے اسکا خوف کیا
یہ کام ہے خدا کا جو چاہے کرے خدا

حیرت ہے اس پیام پہ اور لانیوالے پر
میرا یہی جواب ہے اور وہ بھی مختصر

حضرت کے اس کلام سے وہ زرد پڑ گئے
خواجہ زمیں میں بار ندامت سے گڑ گئے

میدان وہ جسمیں بیٹھتا تھا مرسل خدا
سنسان تھا پہلے اب ہے چمن پُر فضا بنا

جسکو یقین نہ ہو وہ ذرا جاکے دیکھ لے
جو قادیان میں ہے بہار آکے دیکھ لے

(محویت)

اک روز رامپور سے میں آیا قادیان
یکّہ میں گردِ رہ سے اٹا پہنچا قادیان

مجھ کو خبر ملی کہ ہیں دروازہ پر کھڑے
حضرت ہیں ایک شخص سے کچھ بات کر رہے

بیدھا اُتر کے یکہ سے دروازہ پر گیا
کرکے مصافحہ میں ادب سے کھڑا رہا

جب جانے والے کابلی سے بات کر چکے
اس سے مصافحہ کیا اندر چلے گئے

حیراں اُداس آگیا مہمانخانے میں
کچھ وقت کاٹا کپڑے بدلنے میں کھانے میں

سنکر اذانِ ظہر وضو کرکے چل پڑا
مسجد میں آیا اور نوافل کئے ادا

حضرت سے بھی کسی نے مرا ذکر کر دیا
فرمایا وہ کہاں ہیں بلاؤ یہاں ذرا

جب میں گیا تو پوچھا کہ کب آپ آئے ہیں
کبتک کی رخصت آپ ٹھہرنے کی لائے ہیں

کی عرض دس بجے میں ملا تھا حضور سے
جب کابلی سے باتوں میں مصروف آپ تھے

تادیر سامنے درِ اقدس کے میں رہا
حضرت نے مجھ کو بخشا تھا شرف مصافحہ

فرمایا میں نے تو نہیں دیکھا کہ آپ تھے
پھر مسکرا کے حال مرا پوچھتے رہے

(۲)

اک دن کچہری جانے کو حضرت رواں ہوئے
چل کر رُکے . کھڑے ہوئے . پھر پوچھنے لگے

سوٹی میری کہاں ہے . کسی نے کہا یہ ہے
پھر مولوی محمد علی نے کہا یہ ہے

دیکھا جو غور سے کہا . میری تو یہ نہیں
حضرت ہی کی ہے سوٹی دلایا گیا یقین

فرمایا ہاتھ میں ہے میرے بیس سال سے
کیسی ہے یہ نہ دیکھا کبھی اس خیال سے

(صبر و تحمل)

گورداسپور میں جو مکاں تھا قیام کا
اوپر کوئی رہے تو بس اک بالاخانہ تھا

مطبخ تھا نیچے کوٹھڑیاں اور چار تھیں
بیت الدعا تھا جسمیں جو انمیں تھی آخریں

مہمان اور مقیم تھے چالیس کے قریب
کھاتے تھے کھانا کمرہ میں حضرت کے خوش نصیب

حضرت نہ تھے شریک کہ بیت الدعا میں تھے
مصروف آپ بارگہِ کبریا میں تھے

بیت الدعا سے نکلے تو یہ آپ نے کہا
لے آؤ میرے واسطے بھی کھانا تھوڑا سا

میں نے جھپٹ کے سید سرور سے کہدیا
اور پان لیکے ہاتھ میں پھر آ کھڑا ہوا

پیالی میں دودھ طشتری میں کچھ شکر لئے
اور تین توس کچھ تھے جلے کچھ بچے ہوئے

لے آئے سید اور بہت غمزدہ سے تھے
کھانا تو کچھ بچا نہیں حاضر ہے یہ ولے

جلنے سے جو بچا ہوا حصہ تھا بیچ کا
تھوڑی شکر لگا کے وہی نوش کر لیا

چہرہ پہ تھا جو رنگ وہ تھا امتنان کا
پانی کا گھونٹ لیکے ادا شکر رب کیا

جب میں نے پان پیش کیا لیکے کھا لیا
پھر اُٹھ کھڑے ہوئے ہو نہ شکایت نہ کچھ گلا

چہرہ سے امتنان و تبسم تھا آشکار
اس انتظام پر تھا میں غصہ سے بیقرار

میں جس سے پوچھتا تھا کہ یہ تم نے کیا کیا
ہر ایک دم بخود سا تھا اور لاجواب سا

یہ صبر اور یہ رنگ تحمل تھا اک نشاں
ظاہر تھی جس سے وسعتِ دل اور نبی کی شاں

دیکھے تھے میں نے پیروں کے دربار اور بھی
ہوتا وہاں جو ایسا بگڑ جاتے طور بھی

ملتی سزا مریدوں کو ایسی نہ بھولتے
کھا کھا کے مرغ و قورمے بھی پھر نہ پھولتے

(فراستِ ایمان)

مسجد میں راجیکی نے کہا یہ حضور سے
اک مولوی نے فخر سے کبر و غرور سے

لاہور میں سنائے مجھے چند اپنے شعر
تھے اس کی لٹے ہیں وہ بہت دلپسند شعر

الفاظ بے نقط تھے سراسر بھرے ہوئے
دعوے یہ تھا کہ شعر کوئی ایسے لکھ تو دے

لکھتے ہیں میرزا - عربی کا فصیح ہوں
میرا یہ معجزہ ہے نبی ہوں مسیح ہوں

ایسے ہی ان سے شعر تو لکھوائیے ذرا
اعجاز عیسوی کی سند لائیے ذرا

میں نے کہا کہ میں بھی غلام مسیح ہوں
مجھ سے نپٹ لے تو ہو کہ یا میں فصیح ہوں

میں نے قریب اسّی کے اشعار لکھدیئے
الفاظ بے نقط ہی تھے ان میں جڑے ہوئے

حضرت کی شان میں وہ قصیدہ سناتا ہوں
آقا کا فیض خادموں کو پہنچتا نہ کیوں

پڑھتے رہے قصیدہ غلام رسول جب
دیکھا کیا میں چہرۂ حضرت بصد ادب

چہرہ سے انقباض سا ہوتا تھا کچھ عیاں
میں سمجھا باعث اسکا ہیں اشعار میں نہاں

جب پڑھ چکے تو اسطرح گویا ہوئے حضور
ہیں یہ تکلفات طبیعت سے میری دُور

شاعر تھا میں سمجھ گیا حضرت کا یہ بیاں
شائد طلب ہو داد کی اک پہلوئے نہاں

کچھ دن اسی کے بعد سبق دوسرا ملا
بعدِ نماز ایک غریب اٹھ کھڑا ہوا

کہنے لگا کہ نظم میں اک لکھ کے لایا ہوں
پنجابی میں ہے آپ جو فرمائیں تو پڑھوں

حضرت نے مسکرا کے کہا ہاں پڑھو ضرور
پڑھتا رہا وہ شوق سے سنتے رہے حضور

لمبی تھی نظم ختم بڑی دیر میں ہوئی
لیکن حضور نے بخوشی سب کی سب سُنی

تعریف اس کی آپ نے پھر مسکرا کے کی
میں سمجھا ذوقِ عشق تھا یہ جس کی داد دی

یہ سب فراستِ نبوی کا ظہور تھا
ایماں کی تربیت کے لئے یہ ضرور تھا

دیں ہر مریض کو جو دوا حسب حال ہو!
کھو دے مرض بکلی یہ جس کا مآل ہو

گوہرؔ کہاں میں اور کہاں سیرت نبی
یہ بھی خدا کے فضل سے توفیق مل گئی

دے عمر گر خدا تو لکھوں اور حال بھی!
ہر واقعہ کا وقت طریق اور طور بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

203

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دوستوں اور دشمنوں سے سلوک

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوستوں سے سلوک

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے ایسا دل عطا کیا تھا۔ جو محبت اور وفاداری کے جذبات سے معمور تھا۔ آپ ان لوگوں میں سے تھے۔ جنہوں نے کسی محبت کی عمارت کو کھڑا کر کے پھر اس کے گرانے میں کبھی پہل نہیں کی۔ ایک صاحب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی آپ کے بچپن کے دوست اور ہم مجلس تھے۔ مگر آپ کے دعویٰ مسیحیت پر آ کر انہیں ٹھوکر لگ گئی۔ اور انہوں نے نہ صرف دوستی کے رشتہ کو توڑ دیا۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشد ترین مخالفوں میں سے ہو گئے۔ اور آپ کے خلاف کفر کا فتوےٰ لگانے میں سب سے پہل کی۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں آخر وقت تک ان کی دوستی کی یاد زندہ رہی۔ اور گو آپ نے خدا کی خاطر ان سے قطع تعلق کر لیا۔ اور ان کی فتنہ انگیزیوں کے ازالہ کے لئے ان کے اعتراضوں کے جواب میں زوردار مضامین بھی لکھے۔ مگر ان کی دوستی کے زمانہ کو آپ کبھی نہیں بھولے۔ اور ان کے ساتھ قطع تعلق ہو جانے کو ہمیشہ تلخی کے ساتھ یاد رکھا۔ چنانچہ اپنے آخری زمانہ کے اشعار میں مولوی محمد حسین صاحب کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:-

قَطَعْتَ وِدَادًا قَدْ غَرَسْنَاہُ فِی الصِّبَا
وَلَیْسَ فُؤَادِی فِی الْوِدَادِ یُقَصِّرُ

"یعنی تو نے تو اس محبت کے درخت کو کاٹ دیا۔ جو ہم دونوں نے مل کر بچپن میں لگایا تھا۔ مگر میرا دل محبت کے معاملہ میں کوتاہی کرنے والا نہیں ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ۱۹۰۵ء)

جب کوئی دوست کچھ عرصہ کی جدائی کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ملتا۔ تو اسے دیکھ کر آپ کا چہرہ یوں شگفتہ ہو جاتا تھا۔ جیسے کہ ایک بند کلی اچانک پھول کی صورت میں کھل جاوے۔ اور دوستوں کے رخصت ہونے پر آپ کے دل کو از حد صدمہ پہنچتا تھا۔ ایک دفعہ جب آپ نے اپنے بڑے فرزند اور ہمارے بڑے بھائی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب (موجودہ امام جماعت احمدیہ) کے قرآن شریف ختم کرنے پر آمین لکھی۔ اور اس تقریب پر بعض بیرونی دوستوں کو بھی بلا کر اپنی خوشی میں شریک فرمایا۔ تو اس وقت آپ نے اس آمین میں اپنے دوستوں کے آنے کا بھی ذکر کیا۔ اور پھر ان کے واپس جانے کا خیال کر کے اپنے غم کا بھی اظہار فرمایا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:-

مہماں جو کر کے اُلفت آئے بصد محبت
دل کو ہوئی ہے فرحت اور جاں کو میری راحت
پر دل کو پہنچے غم جب یاد آئے وقتِ رخصت
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی

دنیا بھی اک سرا ہے۔ بچھڑے گا جو ملا ہے
گر سو برس رہا ہے۔ آخر کو پھر جدا ہے
شکوہ کی کچھ نہیں جا یہ گھر ہی بے بقا ہے
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی

(دُرِّثمین اُردو)

اوائل میں آپ کا قاعدہ تھا۔ کہ آپ اپنے دوستوں اور مہمانوں کے ساتھ مل کر مکان کے مردانہ حصہ میں کھانا تناول فرمایا کرتے تھے۔ اور یہ مجلس اس بے تکلفی کی ہوتی تھی۔ اور ہر قسم کے موضوع پر ایسے غیر رسمی رنگ میں گفتگو کا سلسلہ رہتا تھا۔ کہ گویا ظاہری کھانے کے ساتھ علمی اور روحانی کھانے کا بھی دستر خوان بچھ جاتا تھا۔ ان موقعوں پر آپ ہر مہمان کا خود ذاتی طور پر خیال رکھتے۔ اور اس بات کی نگرانی فرماتے۔ کہ ہر شخص کے سامنے دستر خوان کی ہر چیز پہونچ جائے۔ عموماً ہر مہمان کے متعلق خود دریافت فرماتے تھے۔ کہ اسے کسی خاص چیز مثلاً دودھ یا چائے یا پان وغیرہ کی عادت تو نہیں۔ اور پھر حتی الوسع ہر ایک کے لئے اس کی عادت کے مطابق چیز مہیا فرماتے۔ جب کوئی خاص دوست قادیان سے واپس جانے لگتا۔ تو آپ عموماً اس کی مشایعت کے لئے ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو میل تک اس کے ساتھ جاتے۔ اور بڑی محبت اور عزت کے ساتھ رخصت کر کے واپس آتے تھے۔

آپ کو یہ بھی خواہش رہتی تھی۔ کہ جو دوست قادیان میں آئیں۔ وہ حتی الوسع آپ کے پاس آپ کے مکان کے ایک حصہ میں ہی قیام کریں۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ زندگی کا اعتبار نہیں۔ جتنا عرصہ پاس رہنے کا موقعہ مل سکے۔ غنیمت سمجھنا چاہیئے۔ اس طرح آپ کے مکان کا ہر حصہ گویا ایک مستقل مہمان خانہ بن گیا تھا اور کمرہ کمرہ مہمانوں میں بٹا رہتا تھا۔ مگر جگہ کی تنگی کے باوجود آپ اس طرح دوستوں کے ساتھ مل کر رہنے میں انتہائی راحت پاتے تھے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ کہ وہ معززین جو آج کل بڑے بڑے وسیع مکانوں اور کوٹھیوں میں رہ کر بھی تنگی محسوس کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ایک ایک کمرہ میں سمٹے ہوئے رہتے تھے۔ اور اسی میں خوشی پاتے تھے۔

قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد صاحب کے زمانہ کا ایک پھلدار باغ ہے۔ جس میں مختلف قسم کے ثمردار درخت ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طریق تھا۔ کہ جب پھل کا موسم آتا۔ تو اپنے دوستوں اور مہمانوں کو ساتھ لے کر اس باغ میں تشریف لے جاتے۔ اور موسم کا پھل تڑوا کر سب دوستوں کے ساتھ مل کر نہایت بے تکلفی سے نوش فرماتے اس وقت یوں نظر آتا تھا۔ کہ گویا ایک مشفق باپ کے اردگرد اس کی معصوم اولاد گھیرا ڈالے بیٹھی ہے۔ مگر ان مجلسوں میں کبھی کوئی لغو بات نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ ہمیشہ نہایت پاکیزہ اور اکثر اوقات دینی گفتگو ہوا کرتی تھی۔ اور بے تکلفی اور محبت کے ماحول میں علم و معرفت کا چشمہ جاری رہتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تعلقاتِ دوستی کے تعلق میں ایک اور بات بھی قابلِ ذکر ہے۔ اور وہ یہ کہ آپ کی دوستی کی بنیاد اس اصول پر تھی۔ کہ اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ یعنی دوستی اور دشمنی دونوں خدا کے لئے ہونی چاہئیں۔ نہ کہ اپنے نفس کے لئے۔ یا دنیا کے لئے۔ اسی لئے آپ کی دوستی میں امیر و غریب کا کوئی امتیاز نہیں تھا۔ اور آپ کی محبت کے وسیع دریا سے بڑے اور چھوٹے ایک سا حصہ پاتے تھے۔

دشمنوں سے سلوک

قرآن شریف فرماتا ہے۔ لَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی۔ یعنی اے مسلمانو! چاہیئے کہ کسی قوم یا فرقہ کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے۔ کہ تم ان کے معاملہ میں عدل و انصاف کا طریق ترک کر دو۔ بلکہ تمہیں ہر حال میں ہر فریق اور ہر شخص کے ساتھ انصاف کا معاملہ کرنا چاہیئے۔ قرآن شریف کی یہ زریں تعلیم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کا نمایاں اصول تھی۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہمیں کسی شخص کی ذات سے عداوت نہیں ہے۔ بلکہ صرف جھوٹے اور گندے خیالات سے دشمنی ہے۔ اس اصل کے ماتحت جہاں تک ذاتی امور کا تعلق ہے۔ آپ کا اپنے دشمنوں کے ساتھ نہایت درجہ مشفقانہ سلوک تھا۔ اور اشد ترین دشمن کا درد بھی آپ کو بے چین کر دیتا تھا۔ چنانچہ جیسا کہ آپ کے سوانح کے حالات میں گزر چکا ہے۔ جب آپ کے بعض چچا زاد بھائیوں نے جو آپ کے خونی دشمن تھے۔ آپ کے مکان کے سامنے دیوار کھینچ کر آپ کو اور آپ کے مہمانوں کو سخت تکلیف میں مبتلا کر دیا۔ ... بالآخر مقدمہ میں خدا نے آپ کو فتح عطا کی۔ اور ان لوگوں کو خود اپنے ہاتھ سے دیوار گرانی پڑی۔ تو اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وکیل نے آپ سے اجازت لینے کے بغیر ان لوگوں کے خلاف خرچہ کی ڈگری جاری کروا دی۔ اس پر یہ

لوگ بہت گھبرا گئے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک عاجزی کا خط بھجوا کر رحم کی التجا کی۔ آپ نے نہ صرف ڈگری کے اجراء کو فوراً رُکوا دیا۔ بلکہ اپنے ان خونی دُشمنوں سے معذرت بھی کی۔ کہ میری لاعلمی میں یہ کارروائی ہوئی ہے۔ جس کا مجھے افسوس ہے۔ اور اپنے وکیل کو ملامت فرمائی۔ کہ ہم سے پوچھے بغیر خرچہ کی ڈگری کا اجرا کیوں کروایا گیا ہے۔ اگر اس موقعہ پر کوئی اور ہوتا تو وُہ دُشمن کی ذلّت اور تباہی کو انتہا تک پہونچا کر صبر کرتا۔ مگر آپ نے ان حالات میں بھی احسان سے کام لیا۔ اور اس بات کا شاندار ثبوت پیش کیا۔ کہ آپ کو صرف گندے خیالات اور گندے اعمال سے دُشمنی ہے کسی سے ذاتی عداوت نہیں۔ اور یہ کہ ذاتی معاملات میں آپ کے دُشمن بھی آپ کے دوست ہیں۔

اسی طرح یہ واقعہ بھی اُوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ جب ایک خطرناک خونی مقدمہ میں جس میں آپ پر اقدام قتل کا الزام تھا۔ آپ کا اشد ترین مخالف مولوی محمد حسین بٹالوی آپ کے خلاف بطور گواہ پیش ہوا۔ اور آپ کے وکیل نے مولوی صاحب کی گواہی کو کمزور کرنے کے لئے ان کے بعض خاندانی اور ذاتی امور کے متعلق ان پر جرح کرنی چاہی۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی ناراضگی کے ساتھ اپنے وکیل کو روک دیا۔ اور فرمایا۔ کہ خواہ کچھ ہو۔ میں اس قسم کے سوالات کی اجازت نہیں دے سکتا۔ اور اس طرح گویا اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال کر بھی اپنے جانی دُشمن کی عزّت و آبرو کی حفاظت فرمائی۔

اسی طرح جب پنڈت لیکھرام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق لاہور میں قتل ہوئے اور آپ کو اس کی اطلاع پہونچی۔ تو گو پیشگوئی کے پُورا ہونے پر آپ خدا تعالےٰ کا شکر بجا لائے۔ مگر ساتھ ہی انسانی ہمدردی میں آپ نے پنڈت لیکھرام کی موت پر افسوس کا بھی اظہار کیا۔ اور بار بار فرمایا۔ کہ ہمیں یہ دردہے کہ پنڈت صاحب نے ہماری بات نہیں مانی۔ اور خدا اور اس کے رسُول کے متعلق گستاخی کے طریق کو اختیار کرکے اور ہمارے ساتھ مباہلہ کے میدان میں قدم رکھ کر اپنی تباہی کا بیج بو لیا۔

قادیان کے بعض آریہ سماجی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سخت مخالف تھے۔ اور آپ کے خلاف ناپاک پراپیگنڈے میں حصہ لیتے رہتے تھے۔ مگر جب بھی انہیں کوئی تکلیف پیش آتی یا کوئی بیماری لاحق ہوتی۔ تو وہ اپنی کارروائیوں کو بھُول کر آپ کے پاس دوڑے آتے۔ اور آپ ہمیشہ ان کے ساتھ نہایت درجہ ہمدردانہ اور محسنانہ سلوک کرتے۔ اور ان کی امداد میں دلی خوشی پاتے۔ چنانچہ ایک صاحب قادیان میں لالہ بڈھامل ہوتے تھے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سخت مخالف تھے۔ جب قادیان میں منارۃ المسیح بننے لگا۔ تو ان لوگوں نے حکام سے شکایت کی۔ کہ اس سے ہمارے گھروں کی بے پردگی ہوگی۔ اس لئے مینارہ کی تعمیر کو روک دیا جائے۔ اس پر ایک مقامی افسر یہاں آیا۔ اور اس کی معیت میں لالہ بڈھامل اور بعض دوسرے مقامی ہندو اور غیر احمدی اصحاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان افسر صاحب کو سمجھایا۔ کہ یہ شکایت محض ہماری دُشمنی کی وجہ سے کی گئی ہے ورنہ اس میں بے پردگی کا کوئی سوال نہیں۔ اور اگر بالفرض کوئی بے پردگی ہوگی۔ تو اس کا اثر ہم پر بھی ویسا ہی پڑے گا۔ جیسا کہ ان پر۔ اور فرمایا۔ کہ ہم تو صرف ایک دینی غرض سے یہ مینارہ تعمیر کروانے لگے ہیں۔ ورنہ ہمیں ایسی چیزوں پر روپیہ خرچ کرنے کی کوئی خواہش نہیں۔ اسی گفتگو کے دوران میں آپ نے اس افسر سے فرمایا۔ کہ اب یہ لالہ بڈھامل صاحب ہیں۔ آپ ان سے پوچھئے۔ کہ کیا کبھی کوئی ایسا موقعہ آیا ہے۔ کہ جب ان کو مجھ سے کوئی نقصان پہنچا سکتے ہوں۔ اور انہوں نے اس موقعہ کو خالی جانے دیا ہو۔ اور پھر انہی سے پوچھئے کہ کیا کبھی ایسا ہوا ہے۔ کہ انہیں فائدہ پہونچانے کا کوئی موقعہ مجھے ملا ہو۔ اور میں نے اس سے دریغ کیا ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس گفتگو کے وقت لالہ بڈھامل اپنا سر نیچے ڈالے بیٹھے رہے۔ اور آپ کے جواب میں ایک لفظ تک مونہہ پر نہیں لا سکے۔

الغرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود ایک مجسّم رحمت تھا۔ وُہ رحمت تھا اسلام کے لئے اور رحمت تھا اس پیغام کے لئے جسے لے کر وُہ خود آیا تھا وُہ رحمت تھا اس بستی کے لئے جس میں وُہ پیدا ہُوا۔ اور رحمت تھا دُنیا کے لئے جس کی طرف وُہ مبعوث کیا گیا۔ وُہ رحمت تھا اپنے اہل وعیال کے لئے۔ اور رحمت تھا اپنے خاندان کے لئے اور رحمت تھا اپنے دوستوں کے لئے اور رحمت تھا اپنے دُشمنوں کے لئے۔ اس نے رحمت کے بیج کو چاروں طرف بکھیرا۔ اوپر بھی اور نیچے بھی۔ آگے بھی اور پیچھے بھی۔ دائیں بھی اور بائیں بھی۔ مگر بدقسمت ہے وُہ جس پر یہ بیج تو آکر گرا۔ مگر اس نے ایک بنجر زمین کی طرح اسے قبول کرنے اور اُگانے سے انکار کر دیا۔"

سلام بحضور سرورِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم

ملا نہ کچھ بھی۔ اکارت گئی جبیں سائی ۔۔۔ نہ آنے والے کی گردوں سے کچھ خبر آئی
مریضِ عشق تو راہ تکتے تکتے مر جاتے ۔۔۔ غلامِ سیّدِ عربی نے کی مسیحائی

جری حضرتِ باری غلامِ خیرِ انام
امامِ مہدیؑ و عیسےٰ ہوں تجھ پہ لاکھوں سلام

خُدا کے دیں کے محافظ اے امینِ اسلام ۔۔۔ خدا کے شیر۔ خدا کے نبیؑ۔ نبیؐ کے غلام
تری وُہ شان ہے تجھ کو کہا نبیؐ نے سلام ۔۔۔ ترے مقام کو کیا جانیں جو ہیں کالانعام

جری حضرتِ باری غلامِ خیرِ انام
امامِ مہدیؑ و عیسےٰ ہوں تجھ پہ لاکھوں سلام

جو ایک روز زیارت کو آئے اِک خادم ۔۔۔ حضُور بیٹھے تھے فرشِ زمین پر اُس دم
اُٹھے کہ گھر سے بٹھانے کو ان کے کچھ لائیں ۔۔۔ وُہ ہو رہے تھے کرم پر حبیب کے نادم

جری حضرتِ باری غلامِ خیرِ انام
امامِ مہدیؑ و عیسےٰ ہوں تجھ پہ لاکھوں سلام

غلامِ در کے لئے بستر اکھاٹ کی لانا ۔۔۔ بچھانا کر کے پھر اصرار اس پہ بٹھلانا
پھر اپنے بوریا پر آپ ہونا جلوہ فگن ۔۔۔ کمالِ سادگی میں اپنی شان دکھلانا

جری حضرتِ باری غلامِ خیرِ انام
امامِ مہدیؑ و عیسےٰ ہوں تجھ پہ لاکھوں سلام

زمیں پہ بیٹھا ہے آقا غلام اُوپر ہے ۔۔۔ جمالِ خُلقِ محمدؐ کا پاک منظر ہے
کمالِ سادگیٔ شفقت و محبت ہے ۔۔۔ نظیر لائے تو کوئی جو اس کا منکر ہے

جری حضرتِ باری غلامِ خیرِ انام
امامِ مہدیؑ و عیسےٰ ہوں تجھ پہ لاکھوں سلام

وُہ دِل کہ جن میں خدا کا ہے خوف و فکرِ مآل ۔۔۔ تڑپ ہے حق کے لئے اور نہیں ہے ضد کا خیال
ہے کافی اُن کو اگر اس پہ فکر و غور کریں ۔۔۔ یہ تیرے خلقِ مبارک کی جو ہے ادنےٰ مثال

جری حضرتِ باری غلامِ خیرِ انام
امامِ مہدیؑ و عیسےٰ ہوں تجھ پہ لاکھوں سلام

نیاز عاصی بھی ہے ایک تیرے در کا غلام ۔۔۔ گناہ گار بھی ایسا ہے جس کی صبح بھی شام
کریں دُعا میرے حق میں بخیر ہو انجام ۔۔۔ میرے رفیق ہوں جن پر خدا کے ہیں انعام

جری حضرتِ باری غلامِ خیرِ انام
امامِ مہدیؑ و عیسےٰ ہوں تجھ پہ لاکھوں سلام

میر حسین نیاز عفی عنہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

204

شانِ احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام

از جناب آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب جج فیڈرل کورٹ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت تو خود حضرت احدیت نے بیان فرما دی جبکہ حضور کو جری اللہ فی حلل الانبیاء کا خطاب عطا فرمایا گیا۔ اور آپ کی بعثت کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی بعثت ثانی آیت واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم میں قرار دیا گیا۔ اور آپ کی بعثت کے مقصدِ خاص کی قرآن کریم میں یوں تشریح فرمائی گئی۔ لیظھرہ علی الدین کلہ اور آپ کی کامرانی کی بشارت ان الفاظ میں دی گئی۔ واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا سلام بھیجا۔ اور آپ کی اپنے ساتھ کامل یگانگت اور آپ کے فنا فی الرسول ہونے کی تصدیق یدفن معی فی قبری فرما کر کر دی۔ جبھی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ؎

بسکہ من در عشقِ او ہستم نہاں
من ہمانم من ہمانم من ہماں
جانِ من از جانِ او یابد غذا
از گریبانم عیاں شد آں ذکا
احمد اندر جانِ احمد شد پدید
اسمِ من گردید اسمِ آں وحید

اور پھر فرمایا ؎

منم مسیحِ زمان و منم کلیمِ خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی سیرت تفصیل کے ساتھ مختلف مقامات پر اپنی تحریروں میں خود بیان فرما دی ہے۔ جس سے بڑھ کر مستند سیرت حضور کی بیان کرنا ممکن نہیں۔ چنانچہ حضور کے فارسی منظوم کلام سے ہی ایک مختصر مگر جامع سیرت آپ کی اخذ کی جا سکتی ہے۔ حضور فرماتے ہیں ؎

موعودم و بحلیۂ ماثور آمدم
حیف است گر بدیدہ نہ بینند منظرم
رنگم چو گندم است و بمو فرق بیّن است
زانساں کہ آمد است در اخبار سرورم
ایں مقدمم نہ جائے شکوک است والتباس
سیّد جدا کند ز مسیحائے احمرم
اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسیٰ کجا است تا بنہد پا بمنبرم

گویا یہاں حضور نے اپنا علیہ بھی بیان فرما دیا۔ اور اسے اپنی صداقت کی دلیل بھی ٹھہرایا۔ کہ یاد کرو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی اسرائیل کے مسیح اور محمدی مسیح کا الگ الگ حلیہ بیان فرمایا ہے۔ آنے والے مسیح کے متعلق فرمایا ہے کہ اس کا رنگ گندم گوں ہوگا۔ اور اس کے بال سیدھے ہوں گے۔ چنانچہ دیکھ لو کہ میرا وہی حلیہ ہے جو حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا۔ اور اس میں کوئی گنجائش شک اور اختلاف کی نہیں۔ میں ان پیشگوئیوں اور بشارات کے مطابق آیا ہوں۔ جو آنے والے مسیح کے متعلق موجود تھیں۔

پھر فرمایا:

زاں گونہ دستِ او دلم از غیر خود کشید
گوئی گہے نبود دگر در تصوّرم

یعنی آپ کا قلب مطہر اللہ تعالے کی محبت سے سرشار تھا۔ اور اسی کا متوالا تھا چنانچہ کیسے والہانہ الفاظ میں اپنی محبت اور اپنے عشق کا اظہار فرماتے ہیں ؎

قربان تست جانِ من اے یارِ محسنم
با من کدام فرق تو کردی کہ من کنم
ہر مطلب و مراد کہ میخواستم ز غیب
ہر آرزو کہ بود بخاطر معیّنم
از جود دادۂ ہم آں مدعائے من
وز لطف کردۂ گذرِ خود بمسکنم
ہیچ آگہی نبود ز عشق و وفا مرا
خود ریختی متاعِ محبت بدامنم
ایں خاکِ تیرہ را تو خود اکسیر کردۂ
بود آں جمالِ تو کہ نمود است احسنم
ایں صیقلِ دلم نہ بزہد و تعبّد است
خود کردۂ بلطف و عنایاتِ روشنم
صد منّتِ تو ہست بریں مشتِ خاکِ من
جانم رہینِ لطفِ عمیم تو ہم تنم
سہل است ترکِ ہر دو جہاں گر رضائے تو
آید بدست اے پنہہ و کہف و مامنم
فصلِ بہار و موسمِ گل نایدم بکار
کاندر خیالِ روئے تو ہر دم بگلشنم
چوں حاجتے بود بادیب دگر مرا
من تربیت پذیر ز ربِّ مہیمنم
زاں ساں عنایتِ ازلی شد قریبِ من
کامد ندائے یار زِ ہر کوئے و برزنم
یارب مرا بہر قدم استوار دار
واں روز خود مباد کہ عہدِ تو بشکنم
در کوئے تو اگر سرِ عشاق را زنند
اول کسے کہ لافِ تعشق زند منم

پھر فرمایا ؎

بعد از خدا بعشقِ محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم
ہر تار و پودِ من بسرائید بعشقِ او
از خود تہی و از غمِ آں دلستاں پُرم
جانم فدا شود برہِ دینِ مصطفےٰ
ایں است کامِ دل اگر آید میسرم

یعنی اللہ تعالے کی محبت کے بعد آپ کا دل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق سے مخمور تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت آپ کے ہر رگ و تار میں سرائت کر چکی تھی۔ اور آپ کی ہستی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہستی کا ہی عکس بن چکی تھی۔ جیسے فرمایا ؎

ہمچنیں عشقم بروئے مصطفےٰ
دل پَرد چوں مرغ سوئے مصطفےٰ
تا مرا دادند از حُسنش خبر
شد دلم از عشقِ او زیر و زبر
منکہ مے بینم رُخِ آں دلبرے
جاں فشانم گر دہد دل دیگرے
ساقئِ من ہست آں جاں پرورے
ہر زماں مستم کند از ساغرے
محوِ روئے او شد است ایں روئے حق
بوئے او آید ز بام و کوئے من
بسکہ من در عشقِ او ہستم نہاں
من ہمانم من ہمانم من ہماں
جانِ من از جانِ او یابد غذا
از گریبانم عیاں شد آں ذکا
احمد اندر جانِ احمد شد پدید
اسمِ من گردید اسمِ آں وحید

اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کی فکر اور اس کا غم ہی آپ کی زندگی کا مقصد اور مشغلہ بن گیا تھا۔ اور اس دین کی خدمت کے لئے آپ نے اپنے جان و دل کو وقف کر دیا تھا جیسے فرمایا ؎

ایں دو فکرِ دینِ احمد مغزِ جانِ ما گداخت
کثرتِ اعدائے ملت قلتِ انصارِ دیں

اور پھر فرمایا ؎

ہر زماں از بہرِ دیں در خونِ دل من مے تپد
محرمِ ایں دردِ ما جز عالمِ اسرار نیست
آنکہ بر ما مے رود از غم کہ داند جز خدا
زہرے نوشیم لیکن زہرۂ گفتار نیست
اے خدا ہرگز مکن شاد آں دلِ تاریک را
آنکہ اورا فکرِ دینِ احمدِ مختار نیست

اور فرمایا ؎

ہر کسے اندر نمازِ خود دعائے میکند
من دعا ہائے برد بارِ تو اے باغ و بہار
یا نبی اللہ فدائے ہر سرِ موئے توام
وقفِ راہ تو کنم گر جاں دہندم صد ہزار

اور آپ اپنی ہی سیرت تو بیان فرما رہے تھے۔ جب آپ نے فرمایا:

ہماں ز نوعِ بشر کامل از خدا باشد
کہ با نشانِ نمایاں خدا نما باشد
بتابد از رُخِ او نورِ عشق و صدق و وفا
ز خلقِ او کرم و غربت و حیا باشد
صفاتِ او ہمہ ظلِّ صفاتِ حق باشد
ہم استقامتِ او ہمچو انبیاء باشد
رواں بچشمۂ او بحرِ سرمدی باشد
عیاں در آئینہ اش روئے کبریا باشد
صعودِ او ہمہ سوئے فلک بود ہر دم
وجودِ او ہمہ رحمت چو مصطفےٰ باشد
خبر دہد ز قدوس خدا مصحفِ پاک
ہم از رسول سلامے بصد ثنا باشد
نتابد از رہِ جانانِ خود سرِ اخلاص
اگرچہ سیلِ مصیبت بزور ہا باشد
براہِ یارِ عزیز از بلا نہ پرہیزد
اگرچہ در رہِ آں یار اژدہا باشد
کند حرام ہمہ عیش و خواب را بر نفس
چو جملہ عارف و عامی دریں بلا باشد
دلِ او ز کف و کُہش باشد او فتادہ زفق
فراغت از ہمہ خود بینی و ریا باشد
اصولِ او ہمہ بر خلق رحم باشد و لطف
طریقِ او ہمہ ہمدردی و عطا باشد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمیشہ نفسِ شریفش بجاہد از حسرات
کہ چوں گردد بداں تابعِ ہدیٰ باشد
ہمیشہ محترز از صحبتِ بداں ماند
غیور از پئے دیں ہمچو اصفیا باشد
پناہِ دیں بود و ملجاءِ مسلماناں
بعقدِ ہمتِ خود دافعِ قضا باشد
ہزار سر زنی در مشکلے نہ گردد حل
چو پیشِ او بری کار یک دعا باشد
چو شیر زندگیٔ او بود دریں عالم
ز صیدِ او دگراں راہمہ غذا باشد
گہے نشاں بنماید ز بہرِ دینِ قویم
گہے بمعرکہ جنگش با شقیا باشد
بود مظفر و منصور از خدائے کریم
ز معضلاتِ شریعت گرہ کشا باشد
ز مہرِ یارِ ازل بر رخش ببارد نور
ز شانِ حضرتِ اعلےٰ در و ضیا باشد
کشوفِ اہلِ کشوف از برائے او باشد
ہم از نجوم پئے مقدمش صدا باشد

یوں مردِ کامل کی تعریف بیان فرما کر فرماتے ہیں۔ دیکھو میں وہی مردِ کامل ہوں۔

رسید مژدہ ز غیبم کہ من ہماں مردم
کہ او مجددِ ایں دین و راہ نما باشد
منم مسیح بہانگِ بلند مے گویم
منم خلیفۂ شاہے کہ بر سما باشد
بتاج و تختِ زمیں آرزوئے دارم
نہ شوقِ افسرِ شاہی بدل مرا باشد
مرا بس است کہ ملکِ سما بدست آید
کہ ملکِ دو ملکِ فنی میں را بقا کجا باشد
حواسم لفلک کردہ اند روزِ بخت
کنوں نظر بمتاعِ زمیں چرا باشد
مرا کہ جنتِ علیا است مسکن و ماوا
چرا بمزبلۂ ایں نشیب جا باشد
اگر جہاں ہمہ تحقیرِ من کند چہ غمے
کہ با من است قدیرے کہ ذوالعُلیٰ باشد
منم مسیحِ زمان و منم کلیمِ خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبےٰ باشد

گویا حضور کی سیرت حضور کے اپنے الفاظ میں ہی یوں بیان کی جا سکتی ہے۔ کہ آپ خدا تعالےٰ کے کامل بندے تھے۔ اور آپ نے نشان ہائے نمایاں کے ساتھ خدا نمائی کی۔ آپ کے چہرہ سے نورِ عشق و صدق و دعا ٹپکتا تھا۔

عشقِ الٰہی موںہہ تے دسّے ولیاں ایہہ نشانی

کرم و غربت و حیا آپ کے خلق میں داخل تھے۔ آپ کی سب صفات صفاتِ الٰہیہ کا ظل تھیں۔ آپ کو استقامتِ انبیاء حاصل تھی۔ آپ کے جاری کردہ چشمہ میں بحرِ سرمدی کا پانی رواں تھا۔ آپ روئے کبریا کے لئے آئینہ تھے۔ آپ کی پرواز ہر لحظہ روحانی آسمان کی طرف تھی۔ آپ کا وجود رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے وجود کی طرح سراسر رحمت تھا۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں آپ کی بعثت کی بشارت دی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے آپ کو سلام اور ثنا بھیجے۔ آپ کو مصیبت کے طوفانوں سے مقابلہ کرنا پڑا۔ لیکن آپ کا سرِ اخلاص رہِ جاناں سے ایک بال کے برابر بھی نہ ہلا جیسے حضور نے فرمایا۔

کربلائیست سیرِ ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

آپ نے اس یارِ عزیز کے رستہ میں کسی بلا سے مونہہ نہیں موڑا۔ اگرچہ اس رستہ میں کئی اژدھا تھے۔ جیسے حضور نے فرمایا ہے

دریں راہ گر کشندم و ربسوزند
نتابم رُو ز ایوانِ محمدؐ
بکارِ دیں نہ ترسم از جہانے
کہ دارم رنگِ ایمانِ محمدؐ

اور فرمایا۔

در کوئے تو اگر سرِ عشاق را زنند
اول کسیکہ لافِ تعشق زند منم

اور فرمایا۔

نے ترسیم از مُردن چناں خوف از دل افگندیم
کہ ما مُردیم ازاں روزے کہ دل از غیر برکندیم
دل و جاں در رہ آں دلستانِ خود فدا کردیم
اگر جاں ہا ز ما خواہد بصد دل آرزو مندیم

اور فرمایا۔

لنا عند المصائب یا حبیبی
رضاءٌ ثم ذوقٌ وارتیاحٌ

آپ نے تمام آرام اور نیند اپنے نفس پر حرام کر لی تھی۔ اور آپ بالکل اس راہ میں محو اور منہمک تھے۔ جیسے فرمایا۔

بہر دم از دل و جاں وصفِ یارِ خود بکنم
من آں نیم کہ تغافل ز کارِ خود بکنم
بہر زماں بدلم ایں ہوس ہمے جوشد
کہ ہر چہ ہست نثارِ نگارِ خود بکنم
اگرچہ در رہِ جاناں چوں خاک گردیدم
دلم تپد کہ فدائش غبارِ خود بکنم

تکلف اور خود بینی اور ریا کی بو بھی آپ کے پاس نہ پھٹکی تھی۔ خلقت کے ساتھ آپ کا سلوک ہمہ تن رحم اور لطف کا تھا۔ اور آپ ہر ایک کے ساتھ ہمدردی اور بخشش کے ساتھ پیش آتے تھے۔ ہمدردیٔ خلق میں آپ کی حالت لعلک باخعٌ نفسک الا یکونوا مومنین کی رہتی تھی۔ چنانچہ آپ نے فرمایا۔

توانم کہ ایں عہد و پیماں کنم
کہ جاں در رہِ خلق قرباں کنم
توانم کہ سر ہم دریں رہ دہم
ولے بدگماں را چہ درماں کنم

اور پھر فرمایا۔

بدل دردیکہ دارم از برائے طالبانِ حق
نمے گردد بیاں آں درد از تقریر کوتاہم
دل و جانم چناں مستغرق اندر فکرِ اوشان است
کہ نے از دل خبر دارم نہ از جانِ خود آگاہم
بدیں شادم کہ غم از بہرِ مخلوقِ خدا دارم
ازیں در لذتم کز دردِ مے خیزد دل آہم
مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمتِ خلق است
ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم
نہ من از خود نہم در کوچۂ پند و نصیحت پا
کہ ہمدردی برد آنجا بجبر و زور و اکراہم
غمِ خلقِ خدا صرف از زباں خوردن چہ کار است
گرش صد جاں بپاریزم ہنوزش عذر میخواہم
چوں شامِ پُرغبار و تیرہ حالِ عالمے بینم
خدا بروے فرود آرد دعا ہائے سحرگاہم

آپ ہمیشہ صحبتِ بد سے محترز رہے۔ دین کے لئے آپ کے اندر وہی جذبۂ غیرت تھا۔ جو خاصۂ اصفیا ہے۔ آپ دین کی پناہ اور مسلمانوں کا ملجا تھے۔ جیسے فرمایا۔

چشمِ من بسیار گردید و ندید
چشمۂ چو دینِ او صافی ترے

اور پھر فرمایا۔

بہر مذہبے غور کردم بسے
شنیدم بدل حجتِ ہر کسے
بخواندم ز ہر ملتے دفترے
بدیدم ز ہر قوم دانشورے
ہم از کودکی سوئے ایں تاختم
دریں شغل خود را بینداختم
جوانی ہمہ اندریں باختم
دل از غیرِ ایں کار پرداختم
بماندم دریں غم زمانے دراز
نخفتم ز فکرش شبانے دراز

نگہ کردم از روئے صدق و سداد
بترسِ خدا و بعدل و بہ داد
چو اسلام دینے قوی و متیں
ندیدم کہ بر مسندش آفریں
چناں او دارد ایں دین اشفاقِ بیش
کہ حاسد ببیند در روئے خویش
نماند از ہر گونہ راہِ صفا
کہ گردد بصد قش خود رہنما
ہمہ حکمت آموزد و عقل و داد
رہاند ز ہر نوعِ جہل و فساد
ندارد دگر مثل خود در بلاد
خلافش طریقے کہ شد عن جہاد
اصولش کہ ہست آں مدارِ نجات
چو خورشید تابد بصدق و ثبات
اصولِ دگر کیش ہا ہم عیاں
نہ چیزے کہ پوشیدنش ہے تواں
اگر ناسلماں خبر داشتے
بجاں جنسِ اسلام نگذاشتے

اور پھر فرمایا۔

مے سزد گر خوں ببارد دیدۂ ہر اہلِ دیں
بر پریشاں حالیٔ اسلام و قحط المسلمیں
دینِ حق را گردش آمد صعبناک و سہمگیں
سخت شورے او فتاد اندر جہاں از کفر و کیں
ہر کسے از بہرِ نفسِ دونِ خود طرفے گرفت
طرفِ دیں خالی شد و ہر دشمنے جست از کمیں
اے مسلماناں چہ آثارِ مسلمانی ہمیں است
دیں چنیں ابتر شما در جیفۂ دنیا رہیں
از رہِ دیں پروری آمد عروج اندر نخست
باز چوں آید بیاید ہم ازیں رہ بالیقیں
اے خدا زود آور ما آب نصرت ہا ببار
یا مرا بردار یا رب زیں مقامِ آتشیں

اور فرمایا۔

بیکسے شد دینِ احمد ہیچ خویش و یار نیست
ہر کسے در کارِ خود با دینِ احمد کار نیست
ہر طرف سیلِ ضلالت صد ہزاراں تن ربود
حیف بر چشمے کہ اکنوں نیز ہم ہشیار نیست
اے خداوندانِ نعمت ایں چنیں غفلت چرا است
بے خود از خوابید یا خود بختِ دیں بیدار نیست
اے مسلماناں خدارا یک نظر بر حالِ دیں
آنچہ مے بینم بلا ہا حاجتِ اظہار نیست

اور فرمایا۔

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

بصفت ایں اجرِ نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا
ہمیں یم کرد اراد قدیرِ پاک مے خواہد
کہ باز آں قوتِ اسلام و آں شوکت شود پیدا
گریبا صد کرم کُن بر کسے کو ناصرِ دیں است
بلا ئے اوفتد و آں گرگہے آفت شود پیدا
چناں خوش دار او را اے خدائے قادرِ مطلق
کہ در ہر کار و بار و حال او جنت شود پیدا

آپ کا عقدِ ہمت وافعِ قضا تھا۔ وُہ مشکلات جو ہزار سرمار نے سے حل نہ ہوتے تھے۔ جب آپ کے سامنے لائے جاتے تھے۔ تو ایک ہی دُعا سے ان سے نجات ملتی تھی۔ جیسے آپ نے فرمایا ہے:۔

الا اے منکر از شانِ محمدؐ
ہم از نُورِ نمایانِ محمدؐ
کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمانِ محمدؐ

اور پھر فرمایا:۔

اگر کوئی گر دُعا ہا را اثر بودے کجاست
سُوئے من بشتاب بنمو یم ترا چوں آفتاب
ہاں مکن انکار زیں اسرارِ قدرتہائے حق
قصہ کوتہ کُن ببیں از ما دعائے مستجاب

آپ کی زندگی ایک شیر کی طرح تھی۔ کہ بہُت سے لوگ آپ کے کئے ہوئے شکار سے غذا حاصل کرتے تھے۔ آپ دینِ قویم کی تائید میں نشان دِکھاتے تھے۔ اور اشقیا کے ساتھ معرکۂ جنگ جاری رکھتے تھے۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے آپ کو فتح و نصرت آتی تھی۔ جیسے آپ نے فرمایا۔

لوائے ما پنہِ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتحِ نمایاں بنامِ ما باشد

آپ رموزِ شریعت کی گرہ کشائی فرماتے تھے۔ آپ کے چہرہ پر مہرِ یارِ ازل کا نُور برستا تھا۔ حضرت اعلےٰ کی شان سے آپ منوّر تھے۔ اہل اللہ کو آپ کی تائید میں رویا و کشوف دکھائے جاتے تھے۔ اور سُورج چاند اور ستاروں نے بھی آپ کی تائید میں نشان دکھائے۔ جیسے آپ نے فرمایا:۔

آسمان بارد نشاں الوقت میگو ید زمیں
ایں دو شاہد از پئے تصدیقِ من استادہ اند

آپ رُوحانی بیماروں کے لئے مسیحا تھے۔ اور آپ شاہِ سماء کے خلیفہ تھے۔ آپ کو زمینی تاج و تخت کی کوئی آرزو نہ تھی۔ اور نہ افسری اختیارات کی کوئی خواہش تھی۔ آپ آسمانی بادشاہت کے وارث تھے۔ جو ہمیشہ رہنے والی ہے۔ زمینی مُلک و مِلک جو بے ثبات ہیں۔ آپ کی نظروں میں کوئی حقیقت نہ رکھتے تھے۔ آپ اوّل روز سے ہی رُوحانی اُمور کے لئے وقف تھے متاعِ زمین آپ کی نظروں میں ہیچ سکتا تھا۔ آپ کا مسکن ماوائے جنتِ علیا تھی۔ زمین آپ کے لئے جائے قرار کیسے ہو سکتی تھی۔ آپ کو اس امر کا کوئی غم نہ تھا۔ کہ زمین کے لوگ آپ کو نظرِ تحقیر سے دیکھیں۔ کیونکہ ربِّ قدیر و ذوالعلےٰ آپ کے ساتھ تھا۔ آپ دین کے لئے مجدّد اور راہ نما مامور فرمائے گئے تھے۔ آپ مسیح تھے اور موسےٰ تھے۔ اور ابراہیم تھے اور محمدؐ تھے۔ اور احمدؐ تھے۔ فداہ ابی و امی ؛

آپ کے مقام کے متعلق اللہ تعالےٰ نے خود تنبیہ فرما دی ہے ؎

مقامِ او مبیں از راہِ تحقیر
بدورانش رسولاں ناز کردند

میری کیا بساط ہے۔ کہ میں آپ کی سیرت کے بیان کرنے میں اپنی طرف سے قلم اُٹھاؤں۔ میں آپ کی مدح کے بارے میں وُہی کہتا ہُوں۔ جو آپ نے اپنے آقا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدح کے بارے میں فرمایا ہے۔ ؎

او چہ ہے دارد بمدحِ کس نیاز
مدحِ او خود فخرِ ہر مدحت گرے
ہست او در روضۂ قدس و جلال
وز خیالِ مادحاں بالا ترے
اے خدا بر وے سلامِ ما رساں
ہم بر اخوانش ز ہر پیغمبرے

دو روایات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت پیر سراج الحق صاحب جمالی نعمانی ہانسوی سرساوی احمدی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بہُت پرانے خدام میں سے تھے۔ اور حضورؑ کے پاس عرصہ تک کاتب کا کام بھی کرتے رہے۔ وُہ چونکہ پیروں کے خاندان سے تھے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو صاحبزادہ صاحب کر کے بلایا کرتے۔ ان کے مرید حصار اور ہانسی کے علاقہ میں بھی تھے۔ باوجودیکہ آپ احمدی ہو گئے تھے۔ ان کے مرید پھر بھی ان کو اپنا پیر ہی سمجھتے تھے۔ جس زمانہ میں میں گورنمنٹ کیٹل فارم حصار میں تھا (سنہ ۱۹۰۲ء سے سنہ ۱۹۲۷ء تک) اکثر اپنے مریدوں سے ملنے آتے۔ اور ان کو وعظ و نصیحت فرماتے۔ ان کے مرید جب محفلِ میلاد منعقد کرتے۔ تو آپ مجلس میں چوکی پر بیٹھ کر اس طرح وعظ شروع کرتے:۔ جب حضرت عیسٰے علیہ السلام کو فوت ہوئے۔ چھ سو سال گزر گئے۔ تو اللہ تعالےٰ نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پیدا کیا۔ زاں بعد حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے محامد و محاسن بیان فرما کر وعظ ختم کر دیتے۔

روایتِ اوّل

حضرت پیر سراج الحق صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ اپنے مریدوں میں اس طرح رل مل کر بیٹھتے۔ کہ نو وارد کو ہرگز پتہ نہ لگتا۔ کہ اس مجلس کا سردار کون ہے۔ اس لئے بعض نو وارد غلطی سے کبھی مولوی نور الدین صاحب کو۔ کبھی مولوی محمد احسن صاحب۔ اور کبھی مولوی عبدالکریم صاحب کو سمجھ لیتے۔ کہ آپ مسیح موعود ہیں۔ چونکہ میں خود پیر اور پیروں کے خاندان سے تھا۔ لہٰذا مجھے اس بات سے تکلیف ہوتی۔ آخر ایک دن میں نے عرض کیا۔ حضور نو واردوں کی غلط فہمی کو دُور کرنے کے لئے اگر اجازت ہو۔ تو حضور کے نیچے ایک چھوٹا سا غالیچہ۔ اور پیچھے ایک گاؤ تکیہ رکھ دیا جائے۔ یہ سُنتے ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ صاحبزادہ صاحب میں اپنی پوجا تو نہیں کرانے آیا۔ میں تو خدا کی پرستش کرانے آیا ہُوں۔ اللھم صل علےٰ محمدٍ و علےٰ عبدہ المسیح الموعود

روایتِ دوم

حضرت پیر سراج الحق صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بیان فرمایا۔ کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رسالہ الوصیت تصنیف فرما چکے۔ اور مجھے کاپی لکھنے کے واسطے دی۔ تو فرمایا۔ "صاحبزادہ صاحب اس بچے کا کیا حال۔ جس کی ماں اس کو دودھ پلاتے پلاتے فوت ہو جائے"۔ میں نے دیکھا۔ کہ حضورؑ چشم پُر آب ہیں۔ اس وقت میری آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے ہیں۔ لہٰذا بس کرتا ہُوں ؛

عاجز۔ سید غلام حسین ایمل ہر ہینڈری آفیسر ریاست بھوپال

[illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذرّہ نوازی

از جناب سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار "نور"

یہ صحیح ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بابرکت صحبت سے مجھے مستفیض ہونے کا تھوڑا وقت ملا۔ مگر جتنا بھی ملا۔ وہ قابلِ رشک اور قابلِ فخر اور اس پر میں جتنا بھی ناز کروں کم ہے۔ سب سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے غالباً ۱۹۰۰ء کے آخر میں میرا بازو پکڑ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں مجھے کھڑا کیا۔ اور حضور کو مخاطب کرکے کہا کہ یہ لڑکا سکھوں سے مسلمان ہوا ہے۔ اور سکھ مذہب کا اچھا واقف ہے۔ اس پر حضور نے مجھے ازراہ کرم سکھ مذہب کے متعلق کچھ کہنے کو فرمایا۔ میری طبیعت میں غیر معمولی جھیپ اور حجاب تھا۔ اور پھر ایسی ذیشان مجلس میں میرے لئے کھڑے ہونے کا اور پھر کچھ کہنے کا پہلا ہی موقعہ تھا میرا سر کچھ چکرانے لگا۔ مگر میں جلدی ہی سنبھل گیا۔ اور میں نے جو پہلا اشلوک شری گورونانک دیو کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا وہ یہ تھا۔

"ہندو اناں تُرکو کانا دوہاں وچوں گیانی سیانا"

یعنی حضرت باباصاحب کے نزدیک ہندو تو اندھا ہے اور مسلمان ایک آنکھ والا۔ اور ان دونوں میں سے گیانی یعنی عارف سچا کھا ہے۔ حضرت باباصاحب نے مسلمان کو کانا اس لئے کہا کہ جس وقت آپ پیدا ہوئے وہ درحقیقت فیج اعوج یعنی کل یُگ کا زمانہ تھا۔ اور مسلمان سیدھی راہ سے ایک گونہ بھٹکے ہوئے تھے۔ ورنہ درحقیقت مذہب اسلام کے متعلق حضرت باباصاحب کی رائے بہت اعلےٰ تھی۔ جیسا کہ آپ کا یہ قول ہے۔

"ہوئے مسلم دین مہانے
مرن جیون کا بھرم چکانے"

یعنی اے ملّاح یعنی ادھر ادھر بھٹکنے والے تو مسلمان بن جا۔ اس کا یہ نتیجہ ہوگا۔ کہ تو مرن اور جیون کے وہم سے نکل کر نجات حاصل کرسکے گا۔

میں نے اور بھی چند ایک شلوک حضرت کی خدمت میں عرض کئے۔ جو اس وقت مجھے یاد نہیں۔ بہرحال ان اقوال کو سنکر حضور بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا یہ تو سکھ مذہب کے عالم معلوم ہوتے ہیں۔ اس روز میری خوشی کا یہ عالم تھا کہ مارے خوشی کے میری ایڑی زمین پر نہ لگتی تھی۔

ان دنوں کے کچھ بعد حضور نے چند ایک دوستوں کو ضلع فیروز پور کے ایک مشہور گوردوارہ گورو ہر سہائے پانچویں گورو صاحب کے چند ایک تبرکات کو جن میں سے ایک حمائل شریف تھی۔ اور ایک گورمکھی کی پستک دیکھنے کے لئے بھیجا۔ گورمکھی کی پوتھی جو قلمی تھی وہ پڑھی نہ جاسکی۔ ان دنوں عصر کی نماز میں بالعموم مسجد مبارک جسے ہم ان دنوں چھوٹی مسجد کہا کرتے تھے پڑھا کرتا تھا کیونکہ اس وقت سکول سے چھٹی ہوجایا کرتی تھی۔ اور حضرت کی بابرکت صحبت سے مستفیض ہونے کا موقعہ مل جایا کرتا تھا۔ ایک دن عصر کے بعد مجلس لگی ہوئی تھی۔ اور گورو ہرسہائے کے تبرکات کا ذکر چل رہا تھا۔ اور اس پوتھی کے پڑھے نہ جانے کا احساس ہو رہا تھا۔ میں نے عرض کیا۔ کہ حضور اگر مجھے موقعہ ملتا۔ تو میں خدا کے فضل سے ضرور اس پوتھی کو پڑھ لیتا۔ اس پر حضور نے فرمایا میں نے تو ان لوگوں کو کہا تھا کہ آپ کو ضرور ساتھ لے جائیں۔

ان دنوں حضور "چشمہ معرفت" کتاب لکھ رہے تھے۔ مجھے سکھ مذہب کے متعلق کچھ لٹریچر مہیا کرنے کا ارشاد ہوا۔ غالباً یہ مارچ ۱۹۰۸ء کا واقعہ ہے۔ مجھے سکھ مذہب کے متعلق ضروری کتابیں لانے کے لئے امرتسر بھیجا گیا۔ اور میں وہاں جاکر یادش بخیر ڈاکٹر عباد اللہ صاحب مرحوم سے ملا۔ اور سکھ مذہب کے متعلق ضروری کتابیں خریدی گئیں۔ سکول سے میرا وقت خالی کردیا گیا حضور ظہر یا عصر کی نماز کے بعد جو میں چھوٹی مسجد میں ہی پڑھا کرتا تھا اپنے پاس بلالیا کرتے تھے سکھ مذہب کے متعلق ضروری کتابیں میرے پاس ہوا کرتی تھیں۔ اور حضور بھری مجلس میں مجھ سے سنا کرتے تھے۔ اور سنکر بہت خوش ہوتے تھے۔ اور کبھی کبھی مجھے اندر بھی یاد فرمالیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ میں عصر کی نماز کے بعد مسجد اقصےٰ (بڑی مسجد) میں حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے درس سے مستفیض ہو رہا تھا۔ کہ ایک بزرگ عورت جنہیں دادی کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ مسجد میں میرے پاس آئیں اور کہا کہ حضرت صاحب نے یاد فرمایا ہے۔ اسوقت میری خوشی کا اندازہ کچھ میرا دل ہی لگا سکتا تھا۔ میں نے مصمم ارادہ کیا کہ آج تو میں پہلے ہی السلام علیکم عرض کرونگا لیکن جب میں سیڑھیوں پر چڑھا حضور تشریف لائے۔ تو میرے تعجب کی کوئی حد نہ رہی۔ کہ باوجود تیاری کے پھر بھی مجھے وعلیکم السلام ہی کہنا پڑا۔ حضور اپنے ہمراہ مجھے اندر لے گئے وہاں ایک پلنگ تھا اور ایک پیڑھی۔ پیڑھی پر جناب پیر منظور محمد صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ میرے لئے بھی پیڑھی لانے لگے حضرت نے فرمایا کہ نہیں یہ میرے ساتھ بیٹھیں گے۔ سکھ مذہب کے متعلق لٹریچر جو میں نے اس روز صبح کے وقت حضرت کی خدمت میں بھیجا تھا۔ حضور نے وہ مسودہ نکالا۔ اور پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ میں پڑھتا رہا اور حضور سن سنکر خوش ہوتے رہے۔ چشمہ معرفت کے آخر پر جو شری گرنتھ اور جنم ساکھی کے شلوک درج ہیں۔ حضور نے ازراہِ ذرہ نوازی یہ فخر اس عاجز کو ہی بخشا تھا۔ انہی دنوں حضور نے ایک گرامی نامہ میں مجھے ارشاد فرمایا کہ میں آپ کے کام سے بہت خوش ہوا۔ اور میں نے آپ کے لئے دعائیں کیں۔ اور انہی دنوں ازراہ نوازش حضور نے حضرت مولوی شیر علی صاحب کو جو ان دنوں ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ لکھا کہ یہ نوجوان ہونہار نظر آتا ہے۔ اس کا نصف وقت دینیات کے لئے خالی کردیا جائے۔

امر واقعہ تو یہ ہے کہ اس کے بعد خداوند تعالےٰ نے خدمت دین کی جو توفیق مجھے بخشی۔ خواہ وہ قرآن مجید کے تراجم کے رنگ میں۔ خواہ دیگر تحریری یا تقریری رنگ میں یہ سب حضور کی دعاؤں کا ہی نتیجہ ہے۔ ورنہ من آنم کہ من دانم

حضور کی جن باتوں نے مجھ پر خاص طور پر اثر کیا وہ مختصراً یہ ہیں۔ (اول) حضور کے دل میں تبلیغ اسلام کی غیر معمولی لگن تھی۔ اگر ایسی لگن کا ۱/۲ حصہ بھی ہم میں پیدا ہوجائے تو تبلیغ اسلام کا سوال بہت جلد حل ہوسکتا ہے۔ حضور نے مجھے تین چار دفعہ فرمایا کہ سکھوں میں تبلیغ کے لئے گورمکھی کتابیں ہونی چاہئیں۔ تاکہ ان کا کوئی فرد پیغام حق سے محروم نہ رہے۔

دوم یہ کہ حضور السلام علیکم میں بالعموم سبقت فرمایا کرتے تھے۔

سوم حضور نے یہ پسند نہ فرمایا کہ حضور چارپائی پر تشریف فرما ہوں اور میں پیڑھی پر بیٹھوں حالانکہ میں ان دنوں بچہ تھا اٹھارہ سال کی عمر کیا ہوتی ہے۔ اگر حضور مجھے زمین پر بیٹھنے کے لئے بھی فرماتے۔ تو یقیناً میں اسے فخر سمجھتا۔ درحقیقت اسی کا نام اخلاق کریمانہ ہے۔ اور یہی وہ قوتِ جاذبہ ہے جو لوگوں کو کھینچتی ہے۔

چہارم۔ حضور کا ہیڈ ماسٹر صاحب کو یہ لکھنا کہ اس نوجوان کا دینیات کے لئے نصف وقت خالی کردیا جائے۔ یہ حضور کی کتنی ذرہ نوازی اور کرم فرمائی تھی۔ اور اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کہ حضور پرُنور میرے مستقبل کو کس قدر شاندار بنانا چاہتے تھے۔ پھر حضور کا یہ فرمانا کہ یہ تو سکھ مذہب کے عالم معلوم ہوتے ہیں۔ یہ الفاظ حضور کے کس قدر بابرکت تھے۔ امر واقعہ تو یہ ہے۔ کہ میں عالم ہونا تو دوسری بات ہے عالموں کا خاک پا بھی نہیں۔ مگر خداوند تعالےٰ نے حضور کے ان الفاظ میں اس قدر بابرکت ڈالی۔ کہ میں نے اگر سینکڑوں نہیں تو بیسیوں ہی سکھوں سے مباحثے کئے اور لیکچر تو سینکڑوں ہی دیئے۔ مگر ہر میدان میں خدا کے فضل سے سرخروئی اور فخر سے میری گردن بلند رہی۔ اور یہ سب حضور کے ان بابرکت کلمات کا نتیجہ ہے دگر ہیچ۔

سردار بہادر بھائی کاہن سنگھ جی آنجہانی سکھوں میں اتنی چوٹی کے عالم تسلیم کئے گئے ہیں کہ بالعموم سکھوں کی یہ رائے ہے۔ کہ دو سو سال کے عرصہ میں سکھوں میں کوئی ایسا فاضل پیدا نہیں ہوا۔ میری ان کی نہ صرف خط و کتابت ہی تھی۔ بلکہ میں اپنی تصانیف انکو بھیجا کرتا تھا۔ اور وہ اپنی تصانیف مجھے ارسال فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ منشی خادم حسین صاحب بھیروی مرحوم جو خود بھی علم دوست اور محقق تھے گرمیوں کے دنوں میں سردار بہادر بھائی کاہن سنگھ جی سے بمقام کوئٹہ ملے۔ اور سکھ مذہب کے متعلق خاصی دیر تک باہمی تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ اسی اثنا میں میرا ذکر بھی آگیا۔ اسپر سردار بہادر بھائی کاہن سنگھ صاحب نے کہا کہ وہ سکھ مذہب کے عالم ہیں۔ حالانکہ میں اپنی علمیت کو کسی اور کی نسبت زیادہ بہتر سمجھتا ہوں۔ ہاں یہ برکت ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس کلام کی تفسیر یقیناً یہی ہے [illegible] الفضل [illegible] غلام احمد کی [illegible]

206

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سادگی

رقمزدہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام کام سادگی - صفائی - اور پاکیزگی کے ساتھ سرانجام پاتے تھے - آپ کی طبیعت میں کسی قسم کا تکلف - نمائش و نمود اور تصنع نہ تھا - جب آپ مجلس میں تشریف لاتے - تو دوسرے احباب کے ساتھ اُسی فرش یا دری یا چٹائی پر بیٹھ جاتے - جہاں اور سب بیٹھے ہوتے - آپ کے لئے کوئی مسند نہ بچھائی جاتی - اور نہ کوئی تکیہ رکھا جاتا - بعض دفعہ باہر سے آنے والے نو واردوں کو دریافت کرنا پڑتا کہ حضرت مرزا صاحب کونسے ہیں -

ایک دفعہ کا ذکر ہے - کہ ہم سب مسجد مُبارک میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر تھے - غالباً ظہر یا عصر کی نماز ہونے والی تھی - حضرت مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم جو جسم کے فربہ اور رُعب دار آدمی تھے - مسجد کے محراب میں بیٹھے تھے - کیونکہ وُہی نماز پڑھایا کرتے تھے - اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد کے شمال مغربی کونہ میں بیٹھے ہُوئے تھے باہر سے آنے والے ایک نئے آدمی نے کمرہ میں داخل ہوتے ہی حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سمجھا اور مصافحہ کے واسطے ان کی طرف بڑھا - حضرت مولوی صاحب رضؓ نے از رُوئے انکسار فرمایا - مجھ سیاہ رُو کی طرف کیا بڑھتے ہو حضرت صاحب تو وُہ بیٹھے ہیں :-

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صبح کی سیر کے واسطے باہر تشریف لے گئے - خدام کی ایک جماعت ہمراہ تھی - کسی نے عرض کیا - کہ حضور ایک حافظ صاحب آئے ہیں - جو بہت خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھتے ہیں - یہ حافظ ایک نوجوان - منشی حبیب الرحمٰن صاحب مرحوم کے رشتہ داروں میں سے تھے - انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے پیش کیا گیا حضور نے فرمایا - اچھا ہمیں قرآن شریف سناؤ - اور وہیں ایک کھیت میں زمین پر بیٹھ گئے - سب خدام بھی زمین پر بیٹھ گئے اور حافظ صاحب نے نہایت خوش الحانی سے ایک یا دو رکوع پڑھے - مَیں نے دیکھا - کہ قرآن شریف سُنتے ہُوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چشم پُر آب ہو گئے :-

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں ایک دفعہ ایک امیر آدمی کا ذکر ہُوا - کہ وُہ بہت فضول خرچ ہے - کسی نے کہا - میں نے اُن کو مشورہ دیا تھا - کہ آپ ایک کرتہ - پاٹجامہ دھوبی ہُوا روزانہ تبدیل کر لیا کریں - حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہنسکر فرمایا ہم تو ہفتہ میں ایک دفعہ کپڑے بدلتے ہیں :-

سادگی کے ساتھ ملکی رواج اور خاندانی روایات کے مطابق آپ کا لباس شریفانہ - اور معززانہ ہوتا تھا - سر پر بڑا عمامہ باندھتے تھے - جو عموماً سفید ململ کا ہوتا تھا - عمامہ کے اندر ٹوپی ضرور رکھتے تھے - لمبا کوٹ پہنتے تھے پاجامہ شرعی طرز کا کُھلے پونچے والا ہوتا تھا - تنگ چُوڑی دار پاجامہ یا سلوار یا پتلون نما پاجامہ کبھی پہنے میں نے نہیں دیکھا - البتہ شروع میں ایک دفعہ غرارہ پہنے ہُوئے دیکھا تھا - عمامہ آپ بڑا پسند فرماتے تھے :-

ایک دفعہ خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم جبکہ وُہ پشاور میں وکالت کرتے تھے پشاوری رواج کے مطابق ایک نہایت ہی چھوٹا سا صافہ سر پر باندھ کر آئے - تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہنس کر فرمایا :" خواجہ صاحب یہ کیا آپ نے سر پر بھُنگی سی باندھ لی ہے "! (لفظ بھُنگی کی وضاحت کے واسطے لکھا جاتا ہے - کہ جب ہندوؤں کے ہاں کوئی ایسا ماتم ہو جاتا ہے کہ انہیں سار اسر منڈانا پڑتا ہے اور وُہ ایک چھوٹا سا کپڑا بال کٹے ہُوئے سر پر باندھ لیتے ہیں - تو اس کو پنجابی محاورہ میں بھُنگی کہتے ہیں)

باوجود سادگی کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عادت تھی - کہ ہر نماز کے وقت پُورے لباس میں یعنی عمامہ اور لمبا کوٹ اور پاجامہ پہنے ہُوئے مسجد میں آتے تھے -

بالوں پر ہر پانچویں دن مہندی لگواتے تھے بال دھو کر تیل لگاتے تھے - جب سیر کے واسطے تشریف لے جاتے - تو جس طرف کسی دوست نے عرض کر دیا - کہ آج اس طرف چلیں - اسی طرف چل پڑے -

ایک دفعہ گورداسپور جانا تھا - عاجز راقم کو بھی ہمراہ جانے کے واسطے حکم ہُوا - مجھ سے حضُور نے پوچھا - مفتی صاحب آپ کس رستہ کو پسند کرتے ہیں - یہاں سے یکّوں پر سوار ہو کر سیدھے گورداسپور جائیں - یا یہاں سے بٹالہ جا کر ریل پر سوار ہو کر جائیں - میں نے عرض کی - کہ مجھے تو بٹالہ کے رستہ سے ریل پر جانا پسند ہے - فرمایا - یہ ٹھیک ہے - اور وُہ سفر بٹالہ کے راستہ سے ہی ہُوا :-

حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق تحریر فرماتے ہیں :" آپ کے مزاج میں وُہ تواضع اور انکسار اور ہضم نفس ہے - کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں - زمین پر آپ بیٹھے ہوں - اور لوگ فرش پر یا اونچے بیٹھے ہوں - آپ کا قلب مبارک ان باتوں کو محسوس بھی نہیں کرتا - چار برس کا عرصہ گزرتا ہے کہ آپ کے گھر کے لوگ لدھیانہ گئے ہُوئے تھے - جون کا مہینہ تھا - اور اندر مکان نیا نیا بنا تھا - میں دوپہر کے وقت وہاں چارپائی بچھی ہوئی تھی - اس پر لیٹ گیا - حضرت صاحب ٹہل رہے تھے - میں ایک دفعہ جاگا - تو آپ فرش پر میری چارپائی سے نیچے لیٹے ہُوئے تھے - میں ادب سے گھبرا کر اُٹھ بیٹھا - آپ نے بڑی محبت سے پوچھا آپ کیوں اُٹھے ہیں - میں نے عرض کیا - آپ نیچے لیٹے ہوئے ہیں - میں اُوپر کیسے سوئے رہوں - مُسکرا کر فرمایا - میں تو آپ کا پہرہ دے رہا تھا - لڑکے شور کرتے تھے - انہیں روکتا تھا - کہ آپ کی نیند میں خلل نہ آئے - باہر مسجد مبارک میں آپ کی نشست کی کوئی خاص وضع نہیں ہوتی ایک اجنبی آدمی آپ کو کسی خاص امتیاز کی معرفت پہچان نہیں سکتا - . . . . . بسا اوقات ایک اجنبی جو مارے شوق کے اندر داخل ہُوا تو سیدھا میری طرف ہی آیا - اور پھر خود ہی اپنی غلطی پر متنبہ ہُوا - یا حاضرین میں سے کسی نے اُسے حقدار کی طرف اشارہ کر دیا - آپ کی مجلس میں احتشام اور وقار اور آزادی اور بے تکلفی دونوں ایک ہی وقت میں جمع رہتے ہیں - ہر ایک خادم ایسا یقین کرتا ہے - کہ آپ کو مخصوصاً مجھ سے ہی پیار ہے - جو جو کچھ چاہتا ہے - بے تکلفی سے عرض کر لیتا ہے - گھنٹوں کوئی اپنی داستان شروع رکھے - اور وُہ کیسی ہی بے سروپا کیوں نہ ہو آپ پُوری توجہ سے سُنتے جاتے ہیں "

" باوجود اس کے کہ آپ دُنیا سے ایسے متنفر تھے - آپ سست ہرگز نہ تھے - بلکہ نہایت محنت کش تھے - اور خلوت کے دلدادہ ہونے کے باوجود مشقت سے نہ گھبراتے تھے - اور بارہا ایسا ہوتا تھا - کہ آپ کو جب کسی سفر پر جانا پڑتا تھا - تو سواری کا گھوڑا نوکر کے ہاتھ آگے روانہ کر دیتے تھے - اور آپ پیادہ پا بیس بیس کوس کا سفر طے کر کے منزلِ مقصود پر پہونچ جاتے - بلکہ اکثر اوقات آپ پیادہ ہی سفر کرتے تھے - اور سواری پر کم چڑھتے تھے - اور یہ عادت پیادہ چلنے کی آپ کو آخر عمر تک تھی پستر سال سے متجاوز عمر میں جبکہ بعض سخت بیماریاں آپ کو لاحق تھیں - اکثر روزانہ ہوا خوری کے لئے جاتے تھے - اور چار پانچ میل روزانہ پھر آتے - اور بعض اوقات سات میل پیدل پھر لیتے تھے - اور بڑھاپے سے پہلے کا حال آپ بیان فرمایا کرتے تھے - کہ بعض اوقات صبح کی نماز سے پہلے اُٹھ کر (نماز کا وقت سُورج نکلنے سے سوا گھنٹہ پہلے ہوتا ہے) سیر کے لئے چل پڑتے تھے - اور وڈالہ تک پہنچکر (جو بٹالہ سڑک پر قادیان سے قریباً ۱/۲ ۵ میل پر ایک گاؤں ہے) صبح کی نماز کا وقت ہوتا تھا "....

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھگت کبیر کے اس دوہے کو گا ہے پڑھا کرتے ہے

بھلا ہُوا ہم نیچ بھئے ہر کا کیا سلام

جے ہوتے گھر اُوچ کے کہاں بِلتا بھگوان

اور فرمایا کرتے " دین کا بڑا حصہ غربا نے لیا ہُوا ہے "-

ایک دفعہ میں وضوء کے واسطے پانی کی تلاش میں لوٹا ہاتھ میں لئے اُس دروازے سے اندر گیا جو مسجد مبارک میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اندرونی مکانات کو جاتا ہے - تا کہ وہاں حضُور کے کسی خادم کو لوٹا دے کر پانی اندر سے منگواؤں اتفاقاً اندر سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود تشریف لا رہے تھے - مجھے کھڑا دیکھ کر فرمایا :" آپ کو پانی چاہیئے "! میں نے عرض کیا - ہاں حضور - حضور نے لوٹا میرے ہاتھ سے لے لیا - اور فرمایا - میں لا دیتا ہوں - اور خود اندر سے پانی ڈال کر لے آئے - اور مجھے عطا فرمایا :-

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غیرتِ اسلامی

از جناب مولوی محمد دین صاحب بی۔اے۔ سابق ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول۔ قادیان۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ ایک دیسی پادری صاحب قادیان آئے۔ تاریخ و سنہ تو مجھے پورے طور پر یاد نہیں۔ مگر میرا چشم دید واقعہ ہے۔ سنہ غالباً ۱۹۰۵ء یا ۱۹۰۶ عیسوی ہوگا۔ یا اس سے ایک سال قبل یا ایک سال بعد ان پادری صاحب کا نام گل محمد تھا۔ عام طور پر لوگ ان کو پادری گل محمد کے نام سے پکارتے تھے۔ مگر وہ اپنے آپ کو مولوی گل محمد کہلواتا تھا۔ عربی صرف و نحو پڑھا ہؤا تھا۔ حضرت مولوی قاضی امیر حسین صاحب رضؓ کے تلامذہ میں ہونے کا دعویدار تھا۔ حضرت قاضی صاحب مرحوم بھی اس سے خوب واقف تھے۔ غالباً اس کا وطن بھی بھیرہ کی طرف ہی تھا۔ بحث و مباحثہ کا بہت عادی تھا۔ حضرت قاضی صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بھی بحث وغیرہ کی طرح ڈال لیا کرتا تھا۔ مگر ہمیشہ ان کا ادب ملحوظ رکھا کرتا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بھی ایک دو دفعہ ملا۔ مگر جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے۔ وہاں اس نے بحث وغیرہ کا رنگ اختیار نہ کیا۔ صرف ایک دو سوال کئے۔ اور حضرت مولوی صاحب رضؓ کی تقریر سنتا رہا۔ ممکن ہے کہ کسی دوسرے وقت میں اس نے بحث وغیرہ بھی کی ہو۔ لیکن مجھے جتنا معلوم ہؤا۔ اور وہ میرے اپنے تجربہ کا واقعہ ہے وُہی ہے۔ جو میں اُوپر لکھ آیا ہُوں۔ کہ اس نے کوئی بحث وغیرہ نہیں کی۔ ہاں اس کی طرزِ گفتگو اور حضرت مولوی صاحب کے طرزِ تخاطب سے یُوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ حضرت مولوی صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس سے بخوبی واقف ہیں۔ اور اس سے پہلے گفتگو فرما چکے ہیں باقی رہا۔ اس کے بحث و مباحثہ کی عادت تو اس سے ہمیں بخوبی واقف تھا۔ کیونکہ اس کو مدرسہ کے ساتھ کے ایک کمرہ میں اتارا گیا تھا۔ اور ہمیں اس کی ضروریات کے خیال رکھنے کا حکم تھا۔ اس لئے ہم سے وُہ بہت کھل کر باتیں کیا کرتا تھا۔ (ہم سے میری مراد مَیں اور کئی ایک اور نوجوان لڑکے اور طالب علم تھے) ہمارے سامنے وُہ بلا روک ٹوک اسلام اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سوانح کے متعلق سوال و جواب ہی پر اکتفا نہ کرتا تھا بلکہ اعتراض اور اعتراض بھی عنیدانہ رنگ میں کیا کرتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ اسلام کے خلاف پادری عماد الدین صاحب پادری فنڈر صاحب اور اس قسم کے دوسرے دشمنانِ اسلام پادری ٹھاکر داس وغیرہ کا جمع کیا ذخیرہ اُسے ازبر یاد تھا۔ جب وُہ اس قسم کا لہجہ اختیار کرتا۔ کہ جس سے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلاف اس کے اندرونہ کا اظہار ہوتا۔ تو ہم بھی یسُوع مسیح کی شکل اناجیل سے پیش کرتے جس سے وُہ بہت سٹ پٹایا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ ناراض ہو کر ہم سے ترک کلام کر لیتا۔ مگر چونکہ ہم ہر وقت اس کے پاس رہنے والے تھے۔ اور اس کی ضروریات وغیرہ کے نگران بھی ہم اس سے دوچار ہوجایا کرتے تھے۔ ہمارے روز مرّہ کے اس قسم کے جوابات سے تنگ آکر آخر اُس نے یہاں تک کہہ دیا۔ کہ قادیان کا بچہ بچہ مسیح کا دُشمن ہے کبھی کہدیتا۔ کہ میں ٹھہر نہیں سکتا۔ میں اپنے پاپوش کی خاک جھاڑ کر چلا جاؤں گا کیونکہ یہاں مسیح کی ذات سے چھوٹے بچوں کو بھی بُغض ہے۔ اس کی وجہ یہ ہُوئی۔ کہ ایک دن بازار سے گزرتے ہُوئے اس نے ایک چھوٹے سے بچے سے جو بہت چھوٹی جماعت کا طالبِ علم تھا۔ ایسے رنگ میں سوال کیا جس سے اسلام پر حرف آتا تھا۔ مگر اس بچے نے ایسا برمحل اور مونہہ توڑ ترکی بترکی جواب دیا۔ کہ اپنا سا مونہہ لے کر رہ گیا۔ اپنی طرف سے اس نے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی تھی۔ کہ وُہ بچوں سے بھی مانوس ہے۔ غالباً اپنے دل کو خوش کرنے کے لئے اس نے ایسا کیا ہوگا۔ کہ کم ازکم بچہ ہی اس کے سامنے ساکت ہو جائے گا۔ اور سوال عین احمدیہ چوک کے وسط میں کیا۔ مگر اس کو کیا معلوم تھا کہ اس بچے کے مونہہ سے ایسا فی الفور جواب مل جائے گا۔ کھسیانا سا ہو کر رہ گیا اور کہنے لگا۔ کہ قادیان کا بچہ بچہ بلکہ یہاں کی مٹی بھی یسُوع مسیح کی دُشمن ہے۔ میں ساتھ تھا۔ میں نے کہا۔ قادیان تو حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کا برگزیدہ رسُول مانتا ہے۔ اور اسی کے طفیل انجیلی یسُوع کی بھی عزت کرتا ہے۔ مگر آپ لوگوں کی زبان درازی اس تمام ماحول کی ذمہ دار ہے آخر ایک دن اس نے تہیہ کر لیا۔ کہ وُہ اب قادیان سے رخصت ہوجائے گا۔ اس کی خواہش تھی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس کی ملاقات ہو جائے۔ حضرت قاضی امیر حسین صاحب مرحوم کی کوشش سے ایک دن مسجد میں ہی نمازِ ظہر یا عصر کے بعد اس کی ملاقات کا انتظام ہؤا۔ حضور علیہ السلام نے دریافت فرمایا۔ کہ آپ کو کوئی تکلیف تو نہیں ہُوئی۔ یعنے رہائش خوراک وغیرہ کے اہتمام میں۔ تو اس نے شکریہ ادا کیا۔ پھر حضور ؑ اس کے وطن وغیرہ کے متعلق پوچھتے رہے۔ اس کے بعد حضور ؑ نے اسلام کی صداقت اور اپنے دعوے کے متعلق کچھ گفتگو فرمائی۔ اس پر اس نے کچھ اعتراض کیا۔ حضور نے اس کا مفصّل جواب دیا۔ اس نے پھر وُہی اعتراض کیا۔ حالانکہ حضور ؑ اس کا مفصل جواب معقول و حقیقی طور پر دے چکے تھے۔ حضور نے فرمایا۔ کہ یہ تو اب بحث کا رنگ اختیار ہوگیا ہے آپ کو اگر کوئی حقیقی اعتراض ہے۔ تو اس کو معقول طور پر پیش کریں۔ اس پر اس شخص نے تو ہتکی رنگ اختیار کرتے ہُوئے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چال چلن پر اعتراض کر دیا۔ اگرچہ دبی زبان سے کہا۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ سُرخ ہوگیا اور آپ نے فرمایا۔ کہ اس طرح پر اگر انسان اعتراض کرنا چاہے۔ تو پھر یسُوع مسیح کے خلاف تو بہت کچھ کہا جا سکتا ہے چنانچہ آپ نے انجیلی یسُوع کے متعلق بہت سی باتیں ایک ایک کر کے گنوانی شروع کر دیں۔ اس پر اس نے کہا۔ مرزا صاحب یہ بات آپ کی شان کے خلاف ہے۔ لیکن حضور ؑ اس جوش میں دوسری بات کہہ جاتے۔ پھر وُہ یہی کہتا۔ کہ مرزا صاحب یہ بات آپ کی شان سے بعید ہے۔ چنانچہ اس نے آپ کی شان کے خلاف بعید کا وِرد کرنا شروع کر دیا۔ اور حضور نے یسُوع کے متعلق جو کچھ انجیلوں میں لکھا ہے۔ وُہ ایک مسلسل پُرجوش تقریر میں سب کا سب قریباً بیان کر دیا۔

دوران تقریر میں حضور علیہ السلام کبھی اس کو مخاطب کرتے ہوئے پادری گل محمد۔ یا مسٹر گل محمد کر کے پکارتے۔ وُہ کہتا۔ کہ مرزا صاحب! مجھے لوگ مولوی گل محمد کر کے پکارتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ "مولوی" اسلام کی ایک پاک اصطلاح مَیں ایک ناپاک شخص کو کیسے دے سکتا ہُوں۔ چنانچہ آپ تمام تقریر میں اسے پادری گل محمد کر کے مخاطب کرتے رہے۔ وُہ کہتا۔ کہ میں "پادری" نہیں ہُوں۔ تو آپ فرماتے۔ بہت اچھا۔ مسٹر گل محمد صاحب۔ اس نے "مولوی" کے لفظ کو کئی دفعہ دوہرایا۔ مگر آپ نے وہی جواب دیا۔ کہ میں اسلام کی پاک اصطلاح ایک غیر مسلم اور اسلام کو حقارت سے دیکھنے والے کو کیسے دے سکتا ہوں۔

آخر وُہ اُٹھ کھڑا ہؤا اور اسی روز یا اس کے دوسرے روز قادیان سے رخصت ہوگیا۔ اس کے چلے جانے کے بعد دوسرے دن یا چند روز بعد ایک دن آپ نے فرمایا میں نے اس شخص کو رؤیا میں دیکھا۔ کہ مجھ سے سرمہ دانی یا سرمہ کی سلائی مانگتا ہے۔ فرمایا۔ کہ اس کے معنے ہیں۔ کہ وُہ مجھ سے نورِ ہدایت کا طلبگار ہے۔ فرمایا۔ ممکن ہے۔ کہ وُہ نیک نیتی و طلبِ ہدایت کے لئے آیا ہو۔ چونکہ ہم لوگوں کو اس کے پاس بیٹھنے کا بہت اتفاق ہؤا تھا۔ اس لئے ہمیں علم تھا۔ کہ ابتدا میں وُہ تحقیقِ حق کے لئے آیا تھا۔ مگر اس کو اپنے علم پر بہت ناز تھا۔ اور بحث و مباحثہ کا بہت شائق تھا۔ بحث کرنے والوں کی طرح اپنی بات پر یوں ہی اڑ جایا کرتا تھا۔ اس لئے ہمیں بہت خوف پیدا ہؤا۔ کہ ایسا نہ ہو۔ کہ ہماری وجہ سے اسے ٹھوکر لگی ہو اور ساتھ ہی مقامِ خوف کا بھی پتہ لگا۔ کہ انسان ابتدا میں نیک نیت بھی ہوتا ہے۔ مگر بعد میں اپنے کسی مخفی گناہ کی وجہ سے ہدایت پانے سے محروم رہ جاتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

207

شانِ مسیح محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

از جناب صُوفی حافظ غلام محمد صاحب بی اے سابق مبلغ مارشیس

معمورۂ عالم پر ظلمت طاری تھی۔ جب سیّد ولد آدم خاتم النبیّین محمّد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بعثت ہُوئی۔ دُنیا کا کوئی مُلک بُت پرستی اور توہم پرستی سے خالی نہ تھا۔ یہود اپنے علماء و احبار کو ارباب من دون اللہ ماننے لگ گئے تھے۔ نصاریٰ مسیح اور مریم کی پوجا کر رہے تھے۔ مادہ پرستی اور اشیاء پرستی کی کوئی حد نہ رہی تھی۔ سب دُنیا بگڑ چکی تھی۔ اس وقت رحمتِ خدا نے چاہا۔ کہ دُنیا میں پھر صداقت کا دَور دَورہ ہو۔ اور خدا نے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بھیجا۔ آپؐ نے عرب سے بُت پرستی اور شرک کو مٹا کر توحید کو قائم کر دیا۔ اُس وقت کے شاہان کو حضورؐ نے بذریعہ خطوط حق پہونچا دیا۔ اور اسلام کی تبلیغ کر دی۔ پھر خلفائے راشدین نے تبلیغ کا حق ادا کیا۔ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد تین صدیوں تک زمانہ خیر القرون رہا۔ اس کے بعد فیج اعوج کا ظہور ہُوا۔ اور تیرھویں صدی میں دُنیا پر ظلمت ہی ظلمت چھا گئی۔ ایسے وقت میں خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ اور یہ وعدہ پورا کیا۔ کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ثریا سے دوبارہ حقیقی ایمان اُتارا۔ لاکھوں انسانوں کی ایک جماعت قائم کی۔ جو کہ دُنیا میں قرآن اور اسلام پھیلانے کے لئے جان۔ مال۔ اور عزت قربان کر رہی ہے منھم من قضیٰ نحبہ ومنھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا۔ بعض نے ان میں سے اسی جد وجہد میں اپنی جان دے دی ہے۔ اور بعض انتظار کر رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آ کر اسلام کو زندہ کیا۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو زندہ نبی اور زندہ رسول ثابت کر دیا۔ اور قرآن کریم کو خدا کی زندہ کتاب دکھا دیا۔

مجھے خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدموں میں برسوں رہنے کی توفیق بخشی۔ میں جلسہ سالانہ ۱۸۹۳ء میں قادیان آیا تھا۔ ۱۸۹۴ء کا سال مجھے قادیان میں شروع ہوا۔ پھر ۱۸۹۵ء سے حضور کی وفات یعنی مئی ۱۹۰۸ء تک حضور کی خدمت میں رہا۔ قریباً روز حضورؑ کے مبارک مُونہہ سے الٰہی کلمات طیبات سُنے اور بہت سے نشانات حضور کے عہد مبارک میں پُورے ہوتے دیکھے۔ آتھم کی پیشگوئی کا پُورا ہونا اور قسم نہ کھانے کے بعد ساتویں ماہ میں اس کا مرنا۔ لیکھرام کا حسب پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قتل ہونا۔ جلسۂ مذاہب اعظم لاہور کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مضمون لکھنا۔ لاہور میں وُہ مضمون پڑھا جانا۔ اور اس کے غالب رہنے کی پیشگوئی کا پُورا ہونا۔ خطبۂ الہامیہ فی البدیہ عربی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عجیب لہجے میں فرمانا۔ دسمبر کے سالانہ جلسوں میں بغیر کسی تصنّع اور تکلّف کے تقاریر کرنا قادیان کی گلیوں میں چلنا پھرنا۔ وحیٔ الٰہی کو ہر صبح سیر میں سُنانا۔ کبھی مشرق کی طرف اور کبھی مغرب کی طرف سیر کو جاتے ہُوئے کلمات طیبات احباب کو سُنانا۔ وچھو والی آریہ سماج کے جلسہ میں مضمون کا ارسال فرمانا۔ اور مجھ خاکسار سے مسجد مبارک میں وُہ سارا مضمون سُننا۔ اور جب آریوں نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی توہین لیکچروں میں کی۔ تو اس کے متعلق حضور کا غیرت آمیز الفاظ میں ناراضگی کا اظہار فرمانا۔ کہ کیوں ہماری جماعت اس وقت اُٹھ کر جلسہ سے چلی نہیں آئی۔ حضورؑ کی زندگی مبارک میں ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کا زلزلہ آنا اور حضور کا باغ میں فروکش ہونا۔ طاعون کے دنوں میں حضور کا فرمانا کہ ہمارے مکان میں کسی چوہے کو بھی طاعون نہ ہوگی۔ انی احافظ کل من فی الدار۔ قادیان کا طاعون جارف سے محفوظ رہنا قادیان کے آریوں کا اخبار نکالنا۔ اور ان کی تباہی کی پیشگوئی۔ اور پھر ائمۃ الکفر کا طاعون کا شکار ہونا۔ کس طرح پیر مہر علی شاہ کا مقابلہ میں آنا۔ اور اعجاز المسیح کا لکھنا۔ اور پیر صاحب کا سرقہ پکڑا جانا۔ کرم دین بھیں والے کا مقدمہ جہلم میں کرنا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سفر جہلم اور ہزاروں کا احمدیت میں داخل ہونا۔ حضورؑ کا مقدمات کے لئے گورداسپور میں قیام فرمانا۔ اور حضور کے مخالف ججوں کا تنزّل اور تبدیل ہونا۔ مسجد مبارک کے آگے دیوار کا بننا۔ تا کہ مسجد میں آنے والوں کو تکلیف ہو۔ اور پھر اس کا گرایا جانا۔ انکم ٹیکس کا مقدمہ اور محمد حسین بٹالوی کے مقدمات۔ لاہور میں لیکچر دینا۔ اور سیالکوٹ کے لیکچر میں کرشن ہونے کا دعوےٰ فرمانا۔ یہ سب میرے چشم دید واقعات ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصانیف کا رنگ بھی میں نے دیکھا ہے۔ عربی میں کتاب لکھی جا رہی ہے۔ بڑے بڑے علماء اور ادباء حضورؑ کے چھپے ہُوئے مضمون کے پروف دیکھ رہے ہیں۔ بعض الفاظ ان کو مستند لغات میں نہیں ملتے۔ حضورؑ سے عرض کرتے ہیں۔ تو حضورؑ فرماتے ہیں۔ رہنے دو۔ خدا کی طرف سے اسی طرح بتایا گیا ہے۔ مسودہ نقل کرنے کے لئے کئی کئی کاتب دن رات کام کرتے ہیں۔ بعض کتب ڈیڑھ دن۔ اور بعض چند دنوں میں لکھ کر چھپ کر تقسیم کی گئیں۔ حضور کو الہام الٰہی سے پیشگوئی بتائی جاتی ہے۔ یا آئندہ واقعات دکھائے جاتے ہیں۔ تو فوراً بذریعہ اشتہارات شائع فرما دیتے ہیں۔

"آئینہ کمالاتِ اسلام" کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اشتہار شائع فرمایا۔ ایک طرف اُردو میں۔ اور دُوسری طرف انگریزی میں۔ اور دُنیا کے تمام زندہ لیڈرانِ قوم۔ پادریوں۔ پنڈتوں۔ مولویوں کو دعوت دی۔ کہ صرف اسلام ہی حق ہے۔ اور باقی مذاہب سب باطل ہیں۔ اس کی سچّائی اور صداقت میرے پاس رہنے سے معلوم کر سکتے ہو۔

اسی طرح حضورؑ عربی میں کتب لکھتے اور معیّن مدت تک مقابلہ کے لئے تحدی کرتے۔ اور چیلنج دیتے۔ مگر کسی کو سکت نہ تھی۔ کہ مقابل میں آئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک رات میں چالیس ہزار عربی الفاظ اور لغت کے مادے سکھائے گئے۔ تفسیر القرآن کے لئے تمام علماء کو چیلنج دیا۔ کہ قرعہ کے ذریعہ کوئی رکوع قرآن کا نکال کر تفسیر لکھی جائے۔ مگر اس مقابلہ میں بھی کوئی نہ آیا۔ میں نے دیکھا ہے۔ آپ کی تقریر اور تحریر دونوں میں نصرتِ الٰہی آپ کے شاملِ حال ہوتی۔ آپ کی طبیعت میں بالکل سادگی تھی۔ تصنّع اور تکلّف نام کو نہ تھا۔ مسجد میں مجلس میں بیٹھے ہُوئے کئی دفعہ مونہہ سے سُبحان اللہ کہتے تھے۔ اور ران پر ہاتھ مارتے تھے۔

میں نے آپ کی ہر حالت پر غور کیا ہے۔ آپ اپنے مریدوں کے بڑے خیر خواہ اور ہمدرد تھے۔ جب بیعت لینے کے بعد دُعا کرتے تھے۔ میں نے آپ کے بالکل قریب ہو کر سُنا۔ کہ پہلے سورۃ فاتحہ پڑھتے۔ پھر درُود شریف نماز والا پڑھتے۔ پھر یہ دُعا مانگتے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَثَبِّتْھُمْ عَلَی التَّقْوٰی وَالْاِیمَان۔ آپؑ کا اُٹھنا۔ بیٹھنا۔ چلنا۔ پھرنا۔ گھر کے اندر باہر دوستوں سے سلوک کرنا۔ باتیں کرنا ان کے ساتھ سیر کو جانا۔ کھانا۔ پینا۔ سونا جاگنا۔ سفر حضر میں ہونا۔ مہمان نوازی۔ اور مسافروں کی آسائش کا خیال رکھنا۔ تلطف اور مہربانی سے گفتگو کرنا سب خدا ہی کے لئے تھا۔

عورتوں سے حُسنِ سلوک کرنے کا ارشاد

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ایک مختصر مضمون سیرۃ مسیح موعود علیہ السلام پر نہایت موثر پیرایہ میں لکھا تھا۔ اس میں ایک موقعہ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

ایک دن حضور نے فرمایا "فحشاء کے سوا باقی تمام کج خلقیاں اور تلخیاں عورتوں کی برداشت کرنی چاہئیں" اور فرمایا "ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں۔ ہم کو خدا نے مرد بنایا۔ اور یہ درحقیقت ہم پر اتمام نعمت ہے۔ ا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کے متعلق چند واقعات

از جناب ابوالبرکات مولوی غلام رسول صاحب راجیکی

یہ امر نہائت ہی مسرت اور فرحت کا باعث ہے۔ کہ حضرت اقدس سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک زمانہ کی یاد تازہ کرنے والے واقعات بیان کرنے سے ایمانوں کو تازہ کیا جائے۔ یہ محض فضل اور قابل فخر سعادت ہے۔ کہ خداوند کریم نے مجھ سے حقیر اور ناچیز کو بھی وہ بابرکت زمانہ نصیب فرمایا۔ اور اس کی برکات سے مستفیض اور متمتع فرمایا۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کے متعلق بطور نمونہ چند واقعات اپنے چشم دید عرض کرتا ہوں جن کا تعلق کسی قدر میری ذات سے بھی ہے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت بلحاظ تواضع

میرے ایک چچا زاد بھائی تھے۔ جن کا نام میاں غلام حیدر صاحب تھا۔ میں جب بیعت کر کے واپس گیا۔ تو انہوں نے مجھ سے پڑھنا شروع کیا۔ میں انہیں تبلیغ کرتا۔ جب میں ۱۹۰۱ء میں قادیان آنے لگا۔ تو ان سے کہا کہ بیعت کرنا نہ کرنا تو آپ کی مرضی پر ہے۔ ایک دفعہ آپ چلکر حضرت کی زیارت تو کریں۔ وہ مان گئے۔ اور میرے ساتھ قادیان آئے۔ ہم شام کو قادیان پہونچے۔ صبح حضرت اقدس کے ساتھ سیر کو گئے۔ اور بھی بہت سے اصحاب تھے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام واپس سیر سے آئے۔ اور مسجد مبارک کے چوک سے حضور مکان کو جانے کے لئے سیڑھیوں پر ابھی پہلا قدم ہی رکھنے لگے۔ تو میں میاں غلام حیدر صاحب کو جلدی سے ساتھ لے کر آگے بڑھا۔ اور آگے ہو کر حضور اقدس سے عرض کیا۔ کہ حضور یہ میرے چچا زاد بھائی ہیں۔ وطن سے حضور کی زیارت کے لئے آئے ہیں۔ حضور نے فوراً قدم ہٹا کر ان کی طرف توجہ فرمائی۔ اور نظر محبت کے ساتھ ان کو دیکھا۔ اور فرمایا۔ آپ کا اسم شریف جواب میں عرض کیا گیا۔ کہ غلام حیدر ہے۔ فرمایا۔ آپ کچھ روز ضرور ٹھہریں۔ اور پھر ملیں۔ اس کے بعد حضور مکان میں تشریف لے گئے۔ میاں غلام حیدر صاحب بہت ہی نیک طبیعت اور صالح جوان تھے۔ حضور جب تشریف لے گئے۔ تو وہ چشم پُرآب ہو کر کہنے لگے۔ کہ اتنی شان کا انسان میرے جیسے حقیر انسان کو یہ فرمائے۔ کہ آپ کا اسم شریف۔ کریمانہ خلق کی حد ہو گئی ہے۔ اب کجا تو وہ وقت کہ میاں صاحب موصوف راستہ میں مجھے بار بار کہتے۔ کہ مجھے بیعت کے لئے مجبور نہ کرنا۔ اور کجا یہ وقت کہ وہ خود مجھے مجبور کرنے لگے۔ کہ جس طرح سے ہو سکے۔ میری جلد بیعت کرائی جائے۔ موت کا کچھ پتہ نہیں۔ خدا کرے۔ کہ بیعت لینے کے بعد موت آئے۔ جب بیعت ہو چکی۔ تو آپ ایسے معلوم ہوتے تھے۔ کہ گویا ایک غریب کو بیش بہا خزانہ ہاتھ آ گیا۔ واپسی پر ہمارے گاؤں کے شرکا نے انہیں بہت تکالیف پہونچائیں۔ ان کی زراعتوں کا نقصان کیا رشتہ میں روکاوٹ ڈالی۔ اور بھی کئی طرح سے تکلیفیں دیں۔ مگر وہ خدا کا بندہ نہایت ہی صبر و استقلال سے اپنے عہد بیعت پر قائم رہا۔ اور پھر میری معیت میں تبلیغ بھی کرتا رہا۔ ۲۳ سنہ ہجری میں جس میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ وہ جوان صالح ایک لمبا عرصہ تک بیمار رہ کر فوت ہوا۔ اللھم اغفر لہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ واکرم نزلہ ووسع مدخلہ

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ہوا تو میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ بہشت میں حضور کی آمد پر جنت میں عجیب شان کے ساتھ تیاری کی جا رہی ہے۔ اور بہشت میں جو لوگ تیاری کے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ ان میں میں نے اُسے بھی دیکھا۔ اور مجھے اس سے بہت خوشی ہوئی۔ کہ وہ آخرت میں بھی حضرت مسیح پاک کے خدمتگاروں میں شامل ہے ؛

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت بلحاظ اشاعت عقائد حقّہ

حضرت اقدس پر جب خدا تعالےٰ کی طرف سے اس بات کا کامل انکشاف ہو گیا کہ حیات مسیح کا مسئلہ غلط ہے۔ جو قرآن کریم احادیث صحیحہ اور اقوال صحابہ اور مرویات ائمہ اسلام کے بھی خلاف ہے۔ اور درحقیقت یہ مسئلہ نومسلم عیسائیوں کی وجہ سے اسلامی تعلیم کے اندر بطور تداخل شامل ہو گیا۔ اور رفتہ رفتہ یہ مسئلہ اندر ہی اندر ایک زہریلی ہوا کی طرح اسلامی فرقوں کے لئے یہاں تک اثر انداز ہوا کہ عالمگیر وبا کی طرح سب پر محیط ہو گیا۔ اور پھر آخری زمانہ میں عوام تو عوام خود علماء اسلام کے مدارک اور مشاعر بھی اس غلط پروپیگنڈا کی رَو میں بہہ گئے۔ اور تیرھویں صدی میں عیسائیوں کو یہ کاری حربہ اسلام اور اہل اسلام پر چلانے کے لئے ایسا ہاتھ آیا۔ کہ لاکھوں مسلمان کہلانے والے حیات مسیح کے باعث اسلام سے روگردان ہو گئے۔ اور حیات مسیح کا مسئلہ اپنے مضرات کے لحاظ سے ایسا خطرناک مسئلہ تھا۔ کہ جو اسلامی تعلیم کی روح کو کچلنے والا اور باوجود مسلمانوں کے اہل حق ہونے اور ارشاد الحق یعلو ولا یعلیٰ کے رو سے اہل باطل پر غالب ہونے کا استحقاق رکھنے کے پھر عیسائیوں اور ان کے پادریوں کے سامنے اس کے اختیار کرنے سے میدان مقابلہ میں وہ وہ زک انہوں نے اٹھائی۔ کہ لاکھوں مسلمانوں کے ایمان تذبذب میں پڑ گئے۔ اور ہزاروں مسلمانوں کے خاندان کے خاندان عیسائیت میں داخل ہو گئے۔ اس مسئلہ کی رو سے ایک طرف مسیح اسرائیلی جو فوت شدہ تھے انہیں خلاف امر واقع زندہ سمجھنا بجائے خود ایک بھاری غلطی تھی۔ علاوہ اس کے اس سے عیسائیوں کے مشرکانہ عقیدہ تثلیث اور الوہیت مسیح کی مسلمانوں کی موحد قوم کی طرف سے مشرکانہ تائید بھی تھی۔ جو بجائے خود ایک گونہ شرک سے ملوث ہونے کے ہم معنی بات ہے۔ پھر اس سے اسلامی توحید پر اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان پر بھی زد اور سخت زد ہتک توہین کے معنوں میں پڑتی تھی۔ اور مسیح موعود جو دراصل مسیح محمدی تھے نہ کہ مسیح اسرائیلی حیات مسیح کے مسئلہ کے رو سے ان کی حق تلفی تھی جو سراسر ایک ظلم اور بے انصافی کا ارتکاب تھا۔ بدقسمتی سے عیسائیوں کی ان کارروائیوں سے اسلام اور اہل اسلام کو وہ نقصان پہونچا جس سے ایمان دلوں سے نکل کر ثریا کے دور مقام پر چلا گیا۔ اور ثریا پر ایمان کے چلا جانے میں ایک اشارہ اس طرف بھی پایا جاتا تھا۔ کہ وہ اسلامی تعلیم کے پیشکردہ عقائد صحیحہ جو وفات مسیح اسرائیلی اور مسیح موعود سے مراد مسیح محمدی کا حقیقت میں موعود ہونا اور ختم نبوت کی اصل حقیقت اور مسئلہ جہاد کی حقیقت بلحاظ اپنے محل و موقعہ کے وغیرہ وغیرہ۔ یہ وہ مسائل تھے جو قرون اولےٰ کی تعلیم ہاں صحیح تعلیم جو قرآن اور احادیث نبویہ کے رو سے قرون اولےٰ کے اہل اسلام سمجھتے۔ اور بیان کرتے اور خود سمجھتے اور دوسروں کو سمجھاتے۔ یہ سب صداقتیں اس تیرھویں صدی کے مسلمانوں کی آنکھ سے بالکل مخفی اور مستور ہو گئیں۔ زمانہ کے بدلنے کے ساتھ حالات بدلتے بدلتے صداقتیں بھی بدل گئیں اور حق کی جگہ باطل اور صدق کی جگہ کذب اور جھوٹ پھیل گیا۔ اس لئے آج وہ صداقتیں جب موجودہ زمانہ کی مکدر نگاہیں قرون اولےٰ کی طرف موتہہ کر کے دیکھنے لگیں تو انہیں بوجہ بُعد زمانہ اتنی دُوری پر نظر آئیں جیسے آسمان پر ثریا کا مقام بُعد اور پھر اسی دوری کے باعث وہ صداقتیں انہیں ثریا کے ستاروں کی طرح بہت ہی صغیر اور حقیر معلوم ہوئیں۔ حالانکہ ان صداقتوں کا قرآنی صداقتیں ہونے کی وجہ سے حسب ارشاد فلا اقسم بمواقع النجوم اپنے جائے وقوع اور اپنی حقیقت اور اصیلت کی رُو سے بہت ہی بڑا مرتبہ اور بہت روشن وجود تھا۔ لیکن ان صداقتوں تک موجودہ زمانہ کے اسلامی لوگوں سے اور تو کوئی پہونچ نہ سکا۔ ہاں وعدہ کے مطابق خدا کا فارسی الاصل مرد پہونچا۔ اور آسمان کی بہت بڑی اور بلند تر تائیدات سے قرون اولیٰ کی صداقتوں کی اصلیت تک جا پہونچا۔ اور خدا کی وحی کے ذریعہ ایمان کو ثریا سے واپس لا کر موجودہ زمانہ کے لوگوں کو ہاں سعید لوگوں کو مستفیض فرمایا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابی کالنجوم کی شان والے صحابہ کے وقت جو صداقتیں نمایاں ہوتے کے بعد پھر فیج اعوج کے مکدر اور تاریک زمانہ میں مخفی اور مستور ہو گئیں۔ انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اس زمانہ میں پھر

208

نمایاں اور روشن کر دیا۔ اور آپ کی جدوجہد اور کوشش جو حضور اقدس نے تبلیغ رسالت اور اظہار صداقت کے لئے دکھائی۔ اس کی نظیر نہیں پائی جاتی۔ باوجود علالت طبع اور دو زرد چادروں سے ملبوس ہونے کے جو از روئے تعبیر دو بیماریاں تھیں۔ اور آخیر عمر تک آپ کو لاحق رہیں۔ پھر بھی عقائد صحیحہ اور اصل تعلیم اسلام کی اشاعت میں وہ کمال دکھایا کہ ایک دنیا کو باوجود سخت ترین مخالفتوں کے پیشکردہ صداقتوں کا قائل کر کے چھوڑا۔ اور استقامت و استقلال کی یہ شان تھی۔ کہ مسیح اسرائیلی کی وفات کا مسئلہ جب بیان کرنا شروع کیا۔ تو پھر آخر عمر تک شائد ہی کوئی ایسا دن ہو۔ جس میں تقریر اور تحریر فرماتے ہوئے حضرت مسیح کی وفات کے مسئلہ کو نئے سے نئے پیرایہ میں ذکر نہ فرمایا۔ چنانچہ حضرت مولانا و محسننا و سیدنا مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ اول بارہا اس امر کا ذکر فرماتے تھے۔ کہ خدا کے ماموروں اور مرسلوں کے سوا ایسا استقلال کسی دوسرے سے ناممکن ہے۔ پھر فرماتے کہ اگر ہم حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کے متعلق کچھ تقریر یا تحریر کرنا چاہتے۔ تو چند ایک بار ذکر کر کے پھر ایسے ذکر کو قابل التفات نہ سمجھتے۔ اور خیال کر لیتے کہ چند بار کا تکرار کافی ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ استقلال کتنا بے نظیر ہے۔ کہ ہر روز کسی نہ کسی موقعہ پہ عیسےٰ علیہ السلام کی وفات کا ذکر ضرور ہی فرما دیتے ہیں شائد ہی کوئی کتاب اور تحریر ایسی ہو۔ جس میں مسیح علیہ السلام کی وفات کا ذکر نہ فرمایا ہو۔ اور پھر تا روز وفات اس سلسلہ کو برابر جاری رکھا۔ یہ استقلال بجز ماموروں اور مرسلوں کے دوسرا نہیں دکھا سکتا۔

اسی سلسلہ میں مجھے یاد ہے کہ ایک ڈاکٹر صاحب تھے انہوں نے مجھ سے ذکر کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وفات کا ذکر اپنی ہر کتاب اور ہر تحریر میں کرتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ بار بار وفات مسیح کا ذکر شائد بھول جانے سے کرتے ہیں۔ آپ کو یاد نہیں رہتا۔ اس لئے پھر ذکر کر دیتے ہیں۔ اور مجھے کہا کہ میں اس تکرار کے متعلق حضور سے ضرور دریافت کروں۔ ایک دن جب بعد نماز ظہر کسی مہمان نو وارد کی خاطر آپ بیٹھ گئے اور سلسلہ کلام شروع ہو گیا۔ وہ ڈاکٹر صاحب بھی تیار کھڑے تھے۔ ابھی بولے نہ تھے۔ کہ حضور خود ہی فرمانے لگے۔ بعض لوگوں کے دلوں میں یہ خیال بھی پیدا ہوتا ہے۔ کہ ہم وفات مسیح کا ذکر جو بار بار کتابوں میں لکھتے ہیں شائد بھول جاتے ہیں۔ لیکن ہم اپنے بھولنے کی وجہ سے نہیں لکھتے۔ بلکہ بار بار لکھنا اس لئے ہوتا ہے۔ کہ کہیں وہ نہ بھول گئے ہوں۔ یعنی یہ مسئلہ وفات مسیح کا اپنے اندر اتنی بڑی اہمیت رکھتا ہے اور موجودہ زمانہ میں اس کا یاد رکھنا اتنا ضروری ہے۔ کہ اسے بار بار بیان کیا جائے۔ اور ایسے بار بار تحریروں میں لایا جائے۔ جب ڈاکٹر صاحب نے حضرت اقدس کی زبان مبارک سے اپنے سوال کا جواب دریافت کرنے کے بغیر ہی سن لیا۔ تو عرض کیا کہ حضور میں ابھی ابھی اس سوال کے متعلق دریافت کرنے والا تھا۔ کہ حضور نے خود ہی ذکر فرما دیا۔ جو میرے لئے ایک اعجازی بیان ہے۔ کہ سوال کرنے سے پہلے ہی مافی الضمیر کا جواب مل گیا۔

اسی طرح ایک مولوی صاحب نے آکر بیعت کی۔ اور عرض کیا۔ کہ حضور مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ تا اس کے مطابق میں اسلام کی خدمت کر سکوں۔ اور وہ خدمت میرے لئے باعث سعادت ہو۔ حضور نے فرمایا آپ کیا کام کرتے ہیں عرض کیا لوگوں کو قرآن پڑھایا کرتا ہوں۔ اور ترجمہ بھی قرآن کا پڑھاتا ہوں۔ فرمایا آپ جب ترجمہ پڑھائیں تو آیت یاعیسیٰ انی متوفیک کا ترجمہ پڑھانے کے وقت متوفی کا ترجمہ وفات دینے والا پڑھا دیا کریں۔ اس وقت آپکا ایسا کرنا آپ کی بڑی خدمت اسلام ہے

اسی طرح میں نے غالباً سنہ ۱۹۰۳ء میں ایک عربی قصیدہ لکھ کر دربار شام کے وقت حضور اقدس کی خدمت میں سنایا۔ جس میں حضرت محسننا مولوی نورالدین صاحب مولوی عبدالکریم صاحب مولوی محمد احسن صاحب اور دوسرے بہت سے اصحاب بھی موجود تھے۔ اس قصیدہ میں ایک شعر علماء سوء کو مخاطب کرتے ہوئے یہ تھا

انؤیدون بحمقکم دجالکم

بحیات عیسیٰ سید الاموات

حضور اقدس نے اس شعر کو سنکر بہت ہی اظہار مسرت فرمایا۔ اور مجھے مخاطب ہو کر فرمایا یہ بہت عمدہ شعر ہے۔ اسے پھر دوبارہ پڑھو چنانچہ حضور کے ارشاد پر اس شعر کو دوبارہ پڑھ کر سنایا گیا۔ اس شعر کا ترجمہ یہ ہے کہ اے علماء مخالفین کیا تم اپنی حماقت سے اپنے دجال کی تائید کر رہے ہو۔ عیسےٰ علیہ السلام کی حیات کے قائل ہونے سے ہاں وہ عیسےٰ جو اس وقت مردوں کے سردار ہیں نہ کہ زندوں کے۔

غرض ہر وقت حضرت اقدس کی توجہ کا سارا زور عیسےٰ علیہ السلام کی وفات کے مسئلہ کی طرف مبذول تھا۔ اور اس کی وجہ اوپر بتائی جا چکی ہے۔ کہ حیات مسیح کے غلط عقیدہ سے بہت سے مفاسد رونما ہو چکے تھے

غریب نوازی اور اپنے غریب خدام کی دلجوئی

سنہ ۱۹۰۱ء کا واقعہ ہے کہ خاکسار جو ایک غریب احمدی کی حیثیت رکھتا تھا۔ اور دیہاتی زندگی کی سادہ تربیت کی وجہ سے سادہ لباس میں رہنے کا عادی تھا جب دارالامان پہونچا۔ اور نماز کے وقت حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عام طور پر جب تشریف لاتے۔ تو بعد نماز یا تو جلدی سے اندر تشریف لے جاتے۔ یا نماز کے بعد احباب کے لئے تشریف رکھتے۔ اور بصورت تشریف رکھنے کے معزز احباب حلقہ کی صورت میں ارد گرد بیٹھ جاتے چونکہ اس وقت مسجد مبارک موجودہ وسعت تک نہ پہونچی تھی۔ صرف تین چار نمازی ایک صف میں نماز ادا کر سکتے تھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت مولوی عبدالکریم صاحب جو امام الصلوٰۃ ہوتے۔ ان کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز ادا فرماتے۔ اور مسجد مبارک کے محراب میں صرف دو ہی نمازیوں کی گنجائش تھی۔ بعد نماز حضرت اقدس بعض دفعہ محراب میں ہی تشریف رکھتے، اس وقت بعض معزز احباب بوجہ غلبہ اشتیاق زیارت و استماع کلام مبارک بالکل قریب ہو جاتے۔ ایسے موقعہ پر مجھے جرأت نہ ہو سکتی۔ کہ اپنی سادہ حالت اور غریبانہ لباس کے ساتھ آگے ہو کر بیٹھ سکوں اور دوسروں کی طرح قریب ہو کر فیض حاصل کروں۔ اس محرومی سے مجھے بہت بڑا قلق اور ملال محسوس ہوتا۔ اور بعض دفعہ غریبانہ حالت کے ساتھ پیچھے ہٹ کر کسی گوشہ میں بیٹھ جاتا۔ یا کھڑے ہو کر اس امید پر کہ حضور پر نظر پڑے آگے ہونے کے لئے قدم اٹھاتا۔ لیکن پھر اس وجہ سے کہ میرے آگے ہونے سے کسی کو تکلیف نہ ہو قدم پیچھے ہٹا لیتا۔ اور بعض دفعہ احباب کا ہجوم اس چھوٹی سی مسجد میں اس قدر ہو جاتا کہ مسجد بھر جاتی۔ ایک موقعہ پر اتفاق ایسا ہوا کہ خاکسار کو تین دن تک ملاقات کا موقعہ نہ مل سکا۔ اور نہ ہی شرف مصافحہ سے مشرف ہو سکا۔ ان ایام میں جو کچھ بوجہ عدم تیسر ملاقات دل پر گزرتی۔ اس کا اظہار دل بے قرار چشم اشک بار سے کرتا رہتا۔ تین دن گزرنے کے بعد میں نے حضرت اقدس کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا۔ کہ خاکسار اپنے وطن سے حضور کی زیارت کے لئے آیا ہے لیکن حسرت ہے کہ تین دن گزر چکے۔ اب تک ملاقات اور مصافحہ بھی نصیب نہیں ہو سکا۔ اس عریضہ کے بعد میں محراب کے قریب جا کر بیٹھ گیا۔ بعد نماز حضور کے گرد و پیش احباب قریب ہو کر بیٹھ گئے۔ حضور اقدس نے کمال شفقت سے اپنے غریب اور عاجز خادم کو یاد فرمایا اور پاس بٹھا کر فرمایا کیوں جی آپ اتنے دنوں سے آئے ہوئے ہیں۔ اور ملے نہیں۔ میں نے عاجزانہ عرض کیا۔ کہ حضور معزز اصحاب کے بالکل قریب ہو کر بیٹھنے کی وجہ سے مجھے جرأت نہ ہو سکی۔ کہ ان کی موجودگی میں آگے ہو کر بیٹھتا اس وقت حضرت مولانا نورالدین صاحب حضرت مولوی عبدالکریم صاحب حضرت نواب محمد علی صاحب اور بعض اور احباب بھی تشریف رکھتے تھے حضور اقدس نے ازراہ غریب نوازی کمال ہمدردی و شفقت سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ جو بھی بیٹھے ہوں۔ ان سے گزر کر آپ میرے پاس آکر بیٹھ جایا کریں۔ یہ وہ الفاظ تھے جن سے میری ایسی دلجوئی فرمائی گئی۔ کہ میرا دل مسرت اور فرحت سے باغ باغ ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ حضرت نبی کریم اور حضرت مسیح موعود بشان مہدویت بالمقابل کھڑے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مونہہ مبارک مشرق کی طرف ہے۔ اور حضرت مہدی علیہ السلام کا مونہہ مغرب کی طرف اور میں دونوں کے بالکل پاس جنوب کی طرف مونہہ کر کے کھڑا ہوں۔ اور زور زور سے کہہ رہا ہوں۔ کہ ہم کیسے خوش نصیب ہیں۔ کہ ہم نے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی پایا۔ اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کو بھی پا لیا۔ پھر میں نے جب دونوں مقدسوں کے مونہہ کی طرف نظر کی۔ تو مجھے ایسا معلوم ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک قرص آفتاب کیطرح ہے۔ اور حضرت امام مہدی کا چہرہ ماہتاب کیطرح۔ اسوقت تک جب مجھے حضور علیہ السلام کی وہ شفقت اور غریب نوازی یاد آتی ہے۔ تو روح بے اختیار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا کی حمد کرنے لگ جاتی ہے۔ کہ میرے جیسا غریب اور عاجز اور اس پر حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاءؑ کی یہ کرم فرمائی۔ اللّٰھم صلّ علٰی محمّدٍ و احمد و آلھما و بارک وسلم۔ انّک حمیدٌ مجید ؎

نوازشِ فیاضانہ

ایک دفعہ میں دارالامان میں آیا۔ اور ایک عربی قصیدہ لکھا۔ اور دربارِ شام میں بعد نماز مغرب حضورؑ کی خدمت میں سُنایا۔ صبح جمعہ کا دن تھا۔ میں اور مولوی محمد بخش صاحب جو مظفر گڑھ یا اس کے مضافات کے رہنے والے تھے۔ کسی کام کے لئے بازار میں گئے جب ۹ بجے کے قریب واپس حضور اقدس کے دارالمقدس کے قریب اندرونی سیڑھیوں والی چھت کے قریب پہونچے۔ تو حضرت صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب سیڑھیوں سے اُترے اور مجھے فرمایا۔ آپ کا نام مولوی غلام رسُول ہے میں نے عرض کیا۔ حضور فرمایئے۔ آپ نے فرمایا۔ مکان کے اُوپر دروازہ پر حضرت صاحب کھڑے ہیں۔ اور آپ کو بلاتے ہیں اس وقت سیڑھیوں کے راستہ سے جب میں اوپر گیا۔ تو حضور اقدس مکان کے بیرونی دروازہ پر کھڑے اپنے ناچیز خادم کا انتظار فرما رہے تھے۔ خاکسار خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھا کہ حضور اقدس کے ہاتھ میں کتاب مواہب الرحمٰن ہے۔ جس کی بالکل نئی جلد بندھی ہوئی ہے۔ حضورؑ نے وہ خزانہ مواہب مجھے عطا فرمایا۔ نیز فرمایا۔ کہ یہ جلد میں نے اپنے لئے بندھوائی تھی۔ آپ اسے لے لیں۔ اور پڑھا کریں۔ پھر معاً فرمایا۔ کیا اعجاز احمدی ہماری کتاب آپ کے پاس ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور! نہیں۔ فرمایا۔ وہ بھی میں لاتا ہوں۔ آپ اس جگہ ٹھہریں۔ ابھی لاتا ہوں۔ چنانچہ اعجاز احمدی بھی لاکر عطا فرمائی۔ پھر معاً فرمایا۔ کہ نسیم دعوت آپ کے پاس ہے۔ میں نے عرض کیا حضور نہیں فرمایا۔ وہ بھی لاتا ہوں۔ چنانچہ وہ بھی لاکر عطا فرمائی۔ ان تینوں کتابوں کی بالکل نئی جلدیں اپنے لئے بندھوائی ہوئی تھیں۔ لیکن ازراہِ نوازشِ فیاضانہ اپنے ناچیز خادم کو عطا فرمائیں۔ جو میرے لئے بطور تبرک کا ایک برکتوں کا خزانہ ہیں۔ جو اپنے مسیحا سے مجھے ملا ہوا۔ اور تینوں کتابیں میرے لئے اپنے نام کے لحاظ سے ایک حسن تفاؤل کے طریق پر مواہب اور اعجاز اور نسیم دعوت کی برکات پر مشتمل اور مبشرات سے تھیں۔ جن کی برکات سے میرے جیسے امی اور طبع فقیر پر کئی طرح سے علوم کے دروازے کھول دئے گئے۔ اور ایسی علمی برکتیں نصیب ہوئیں جو حضرت مسیح پاک کا ایک اعجازی کرشمہ ہے۔ اور پھر دعوت و تبلیغ کے لئے بھی مجھے باوجود دائمی مریض ہونے کے وہ فضل ہوا۔ کہ میرے لئے حضور کی برکات خاص نسیم دعوت کے معنوں میں ظاہر ہوئیں۔ اور خدا کے فضل سے وہ سلسلہ اب تک چل رہا ہے۔ فالحمدللہ علٰی ذالک ؎

دمِ مسیحائی

میاں غلام محمد صاحب ارائیں مرحوم کو جو موضع سعداللہ پور ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ اور احمدی تھے۔ ۱۶-۱۷ سال سے ایک سخت درد کی تکلیف لاحق تھی۔ یعنی سر کے ایک حصہ سے ایک عصبہ سے درد اُٹھتا۔ اور اس کی لہر جوش کے ساتھ سر سے اُتر کر آنکھ کے قریب کے اعصاب کے پاس سے ہوتے ہُوئے ٹھوڑی کے انتہا تک پہونچتی۔ اور وہ بیچارے اس شدت کی تکلیف سے عاجز ہو چکے تھے۔ سالہا سال کے ڈاکٹری علاج اور اطباء کے معالجات کرا کر تھک گئے تھے۔ آخر وہ میرے ساتھ قادیان آئے۔ میں نے انہیں کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دُعا کے لئے عرض کیا جائے۔ انہوں نے کہا۔ میں تو لکھ نہیں سکتا۔ آپ مجھے لکھدیں میں پیش کر دوں گا۔ میں نے ان کی ساری کیفیت جو عرصہ دراز کی تکلیف اور لمبی بیماری کے متعلق تھی۔ وضاحت سے لکھدی۔ اور آخر میں ایک پنجابی شعر بھی لکھا جو یہ تھا۔ ؎

نام غلام محمد میرا۔ میں تیریاں وچہ غلاماں
بھر کے نظر کرم دی میں ول تکیں پاک اماماں

یعنی میرا نام غلام محمد ہے۔ اور میں آپ کے غلاموں میں سے ہوں۔ اے امام پاک مجھ پر کرم کی ایک نظر ڈالیں ؎

حضور اقدس جب نماز عصر ادا فرمانے کے بعد مسجد سے مکان کے اندر تشریف لے جانے لگے۔ تو اس وقت انہوں نے وہ کاغذ حضور کے ہاتھ میں دے دیا۔ میں بھی اس وقت میاں غلام محمد صاحب کے پاس ہی کھڑا تھا حضورؑ نے میاں غلام محمد صاحب کی طرف توجہ فرمائی۔ اور نظر کرم فرماتے ہُوئے فرمایا۔ اللہ رحم کرے۔ حضور تو اندر تشریف لے گئے۔ اور میاں صاحب موصوف اور خاکسار اس کے بعد مہمان خانہ میں آگئے۔ درد اسی دم کافور ہوگیا۔ اور پھر مدت دراز تک خدا کا فضل رہا۔ کہ پھر ایسی شکایت وقوع میں نہ آئی ؎

افاضۂ باطنی

حضرت اقدس یہ بھی فرمایا کرتے۔ کہ جس طرح ہم خدا کی رسالت لوگوں کو پہونچاتے ہیں کبھی کبھی خدا تعالےٰ بھی ہماری رسالت پونچا دیتا ہے۔ اور جس طرح ہم اس کے رسُول ہیں وہ ہمارا رسُول بن جاتا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ ہماری جماعت کے بعض آدمی جب کوئی غلطی کرتے ہیں۔ تو خواب میں انہیں ہماری شکل دکھا کر غلطی پر تنبیہ کر دیتا ہے۔ اور ہمیں اس کا علم بھی نہیں ہوتا۔ پس اس طرح گویا خدا تعالےٰ ہماری طرف سے ایک طرح سے رسُول ہونے کا کام کر دیتا ہے۔ اس قسم کا ایک واقعہ مجھ سے بھی ہوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانۂ برکات حیات میں ایک دفعہ میں نے کئی لوگوں کو تبلیغ کی۔ اور سوال وجواب ہوتے ہوتے رات کا ایک بج گیا۔ مجلس کے برخاست ہونے پر مجھے تکان کے ساتھ نیند کا غلبہ ہُوا۔ اور عشاء کی نماز ابھی ادا کرنی تھی کہ سو گیا۔ سونے کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے۔ اور فرمانے لگے۔ آپ نے تبلیغ کا کام جو کیا ہے۔ یہ تو بہت اچھا ہے۔ لیکن اس بات کی احتیاط بھی ضروری ہے۔ کہ عشاء کی نماز فوت نہ ہونے پائے۔ چنانچہ خاکسار اُٹھا۔ اور اُٹھ کر نماز عشاء ادا کی۔ کئی اور احمدی احباب نے بھی مجھ سے ذکر کیا۔ کہ کسی غلطی پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں خواب میں تنبیہہ فرمائی ؎

ایک دفعہ جہلم میں مجھ سے ایک غیر احمدی نے جو سخت مخالف اور دشمنِ احمدیت تھا۔ کہا۔ کیا خدا کے ناموں میں سے مرزا غلام احمد بھی کوئی نام ہے۔ میں نے عرض کیا۔ آپ اپنے مدعا کو واضح فرمائیں اس طرح کہنے سے آپ کا کیا مطلب ہے۔ اس نے کہا۔ مرزا صاحب کا کوئی الہام ان الفاظ میں بھی پایا جاتا ہے۔ کہ انت اسمی الاعلٰی۔ یعنی اے مرزا۔ تو میرا بہت بڑا نام ہے۔ اس الہام کا ابھی اس نے ذکر ہی کیا تھا۔ کہ فوراً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رُوح نے مجھے اپنے باطنی افاضہ سے بتادیا کہ اسم کے معنے اس الہام میں مظہر کے ہیں پھر میں نے اس معنے کے رُو سے یہ مطلب بیان کیا۔ کہ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بحیثیت جری اللہ فی حلل الانبیاء تکمیل اشاعت ہدایت کی غرض سے تمام دُنیا کی اقوام کے لئے مبعوث فرمایا گیا ہے اور تکمیل اشاعت ہدایت کا منصب جو تمام رسولوں کی قائم مقامی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور سب قوموں کی ہدایت کے مقاصد مہمہ پر اشتمال رکھتا ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کی مظہریت کے مرتبۂ عظیمہ اور رُتبہ عالیہ کے بلند ترین پایہ کی شان رکھنے سے بہت بڑا مظہر خدا تعالےٰ کا مسیح موعود کو قرار دیتا ہے پس الہام انت اسمی الاعلٰی کا صرف یہ مطلب ہے کہ اے مسیح موعود تو میرا اعلٰی مظہر ہے۔ تیرے ظہور سے میری شان کا ظہور اعلٰی شان کے ساتھ جلوہ نما ہوگا۔ اس سے قبل مجھے اس الہام کے ان معنوں سے قطعاً اطلاع نہ تھی۔ لیکن مخالف کے اعتراض کے وقت فوراً مجھے سب حقیقت بتا دی گئی۔ اس روحانی اور باطنی افاضہ کی شانیں صدہا مرتبہ میرے ساتھ وقوع میں آئی ہیں۔ اور قرآن کریم کے حقائق و معارف سے عام طور پر آگاہی مجھے ایسی روحانی افاضہ سے حاصل ہوتی ہے۔ جو حضرت مسیح پاک کے رُوحانی فیوض کا اعجازی کرشمہ اور اخص برکات سے تعلق رکھتا ہے ؎

سادہ الفاظ بھی کلیدِ حقائق تھے

ایک دفعہ غالباً ۱۹۰۴ء کا واقعہ ہے۔ کہ ساون اور بھادوں کے مہینہ میں ہم کئی دوست گجرات کے۔ حضور کی زیارت اور ملاقات کے لئے قادیان میں رہ کر جب واپس جانے لگے تو دن کی گرمی اور صبح کی گاڑی پر سوار ہونے کے خیال سے سب نے کہا۔ آج کل رات کو چاند کی چاندنی ہے۔ بہتر ہے۔ کہ عشاء کی نماز کے بعد حضرت اقدس سے اجازت لے کر چل پڑیں۔ جب عشاء کی نماز کے بعد حضور مکان کے اندر تشریف لے جانے لگے۔ تو ہم بھی حضور کے پیچھے پیچھے مسجد مبارک کے اُوپر سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لکڑی کی سیڑھیوں کے راستے نیچے اترے اور فوراً حضور کی خدمت میں واپس وطن جانے کے لئے اجازت چاہی۔ حضور نے مصافحہ فرما کر مجھے مخاطب ہو کر فرمایا "آپ کبھی کبھی ملا کریں" پھر فرمایا۔ "اچھا خدا حافظ" اس کے بعد ہم چل پڑے۔ ہم ۶-۷ دوست تھے جب قادیان سے باہر نکلے۔ اور ساتھ کے گاؤں کے راستہ پر قدم رکھا۔ تو ایک بڑا سانپ جو ہوا میں مست ہو کر لیٹا پڑا تھا۔ ہمارے پاؤں کی آہٹ پا کر پھنکارنے لگا۔ اور جب ہم آگے نکل گئے۔ تو وہ دوسری طرف چلا گیا پھر گاؤں کے پاس پہونچے۔ تو ایک سانپ ہمارے پاؤں میں سے نکل گیا۔ پھر جب دوسرے گاؤں کے پاس سے گزرنے لگے۔ تو راستہ میں ایک سانپ ملا۔ پھر نہر پر پہونچے تو وہاں سانپ ملا۔ اسی طرح بٹالہ تک راستہ میں کئی سانپ ملے۔ بعض ہمارے پاؤں کے درمیان سے گزرے اور ایک دفعہ تو چلتے چلتے میرے پاؤں کے اوپر چڑھ آیا۔ اور پاؤں کو جھٹکا دینے سے گرا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ الفاظ کہ "اچھا خدا حافظ" بظاہر تو معمولی تھے۔ مگر چونکہ خدا کے مقدس رسول اور پاک نبی کے مونہہ سے نکلے تھے۔ بہت بڑا اور بالاترین مرتبہ رکھنے والے تھے جن کی حقیقت واقعات نے بطور تفسیر بتادی۔ کہ ان الفاظ میں پیشگوئی کا رنگ تھا۔ کہ تمہارا اجازت لے کر جانا اچھا ہے تمہیں راستہ میں سانپ ملیں گے۔ لیکن خدا تمہارا حافظ ہوگا۔ اور جس طرح فرمایا۔ اسی طرح ظہور میں آیا۔

پھر آپ نے مجھے مخاطب ہو کر خاص طور پر فرمایا۔ "آپ کبھی کبھی ملا کریں" اس ارشاد سے مجھے ایک حدیث حل ہو گئی۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ رض کو مخاطب کر کے فرمائی۔ کہ زُرْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا کہ اے ابوہریرہ رض کبھی کبھی آپ ملا کریں اس سے تعلقاتِ محبت بڑھتے ہیں۔ بعض بزرگوں نے تو اس حدیث کے معنے اُلٹے سمجھے ہیں۔ کہ ہر روز نہ ملا کر بلکہ کبھی کبھی ملا کر لیکن ہمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس بعثِ ثانی میں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظہور اور بعثت میں پائی گئی۔ یہی سمجھتے ہیں۔ کہ خدا کے نبی اور رسول کثرت اور بار بار کی ملاقات سے کسی کو منع نہیں کرتے بلکہ بار بار کی ملاقات کے لئے توجہ دلاتے ہیں۔ تا لوگ تعلیم حاصل کر کے آگے لوگوں تک تعلیم پہونچائیں۔ حضرت ابوہریرہ رض کو اسلامی زندگی۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ حیات کے صرف تین سال نصیب ہوئے اور حدیث کی مرویات جو ابوہریرہ رض سے بکثرت پائی جاتی ہیں وہ زُرْ غِبًّا کے کن معنوں پر دلالت کرتی ہیں۔ آیا بار بار کی ملاقات پر یا کبھی کبھی کی ملاقات پر حدیث کا مفاد تو یہ ہے۔ کہ بار بار اور بکثرت ملا کرو۔ اور ہر روز نہیں۔ تو کبھی کبھی ہی ملا کرو۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رض بجائے غِبّ کے روزانہ کی صحبت اختیار کر کے علم حدیث کا مخزن بن گئے۔ اور اہل اسلام اور اسلام کو بہت بڑا فائدہ پہونچا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی یہی عادت تھی۔ کہ ملنے والوں کو یہی فرماتے اور ٹھہرو۔ اور رہو۔ اور یہاں آکر صحبت میں رہ کر دین کا فائدہ حاصل کرو۔ اور اگر فرصت نہ ہو۔ تو پھر فرماتے۔ کبھی کبھی ضرور ملا کریں۔ جیسا کہ مجھے بھی فرمایا۔

پس حدیث زُرْ غِبًّا کا مطلب مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فقرہ سے واضح ہو گیا۔ کہ آپ کبھی کبھی ملا کریں۔ حدیث کا بھی یہی مطلب ہے۔ کہ روزانہ نہ مل سکیں۔ تو کبھی کبھی ہی سہی۔

پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سادہ الفاظ بھی کس قدر معنے خیز ہیں۔ اور گنجینۂ حقائق۔

209

بے بہا روحانی خزائن کی تقسیم

الفضل کے پانچ خاتم النبیین نمبروں اور ایک بلند پایہ جوبلی نمبر کا

سٹ مفت

تاریخ صحافت میں بے مثال رعایت

الفضل کے خاتم النبیین نمبروں کی ایک جھلک

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر ایمان افروز اور کفر پاش مضمون حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بلند پایہ شعراء کی نظمیں۔

خاتم النبیین نمبر بابت ۱۹۲۸ء	حجم ۶۴ صفحات	
" " " ۱۹۳۰ء	" ۴۸	"
" " " ۱۹۳۱ء	" ۶۴	"
" " " ۱۹۳۲ء	" ۶۴	"
" " " ۱۹۳۳ء	" ۶۴	"

ان نمبروں میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز کے حسب ذیل روح پرور مضامین شائع ہوئے ہیں۔

دنیا کو آزادی دینے والا نبی (۱۹۲۸ء)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ملہم کی حیثیت میں (۱۹۳۰ء)

حریتِ انسانی کا قائم کرنے والا رسول صلے اللہ علیہ وسلم (۱۹۳۱ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سادہ زندگی (۱۹۳۲ء)

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم (۱۹۳۳ء)

الفضل کے جوبلی نمبر کی ایک جھلک

خلافت ثانیہ کے پچیس سالہ دور کی شاندار ترقیات اور حیرت انگیز کارناموں کا دیدہ افروز مرقع۔ اور اس دور کی قیمتی یادگار۔ جماعت احمدیہ کی آئندہ نسلوں کے لئے روحانیت کا خزانہ

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز کی سیرت اور حضور کے کارہائے نمایاں پر علماء اور بزرگان ملت کے ایمان کو تازہ کرنے والے نفیس مضامین۔

شعرائے احمدیت کی لطافت سامع نواز نظمیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ۔ اکابر صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب۔ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب۔ حضرت نواب محمد علی خانصاحب۔ آنریبل چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ناظروں پر مشتمل اکیس عدد فوٹو۔

حجم اکیشو آٹھ صفحات،

ہم قبل ازیں اعلان کر چکے ہیں۔ کہ جو دوست ۳۰ر دسمبر ۱۹۴۱ء تک پیشگی قیمت ادا فرما کر سال بھر کے روزنامہ "الفضل" کے خریدار بنیں گے۔ ان کی خدمت میں "الفضل" کا جوبلی نمبر مفت پیش ہوگا لیکن اب بعض احباب اور بزرگوں کے تقاضا پر ایک بہت بڑی رعایت کا اعلان کیا جاتا ہے۔ اور وہ یہ کہ ایسے دوستوں کی خدمت میں "الفضل" کے پانچ شاندار خاتم النبیین نمبروں اور ایک جوبلی نمبر کا سٹ مفت پیش کیا جائیگا۔ جلسہ سالانہ ۱۹۴۱ء پر آنے والے احباب یہ سٹ دفتر سے حاصل کر سکتے ہیں۔ جو دوست باہر سے سال کی رقم پندرہ روپے ارسال فرما کر خریداری قبول فرمائیں گے۔ انہیں اس سٹ کیلئے ڈاک کا خرچ مبلغ ۱۲ر زائد ارسال کرنا چاہیئے۔ جو دوست سال بھر کے لئے پیشگی قیمت دیگر خطبہ نمبر کے خریدار بنیں گے۔ ان کی خدمت میں جوبلی نمبر مفت پیش کیا جائے گا خطبہ نمبر کے خریداران ۸ر چندہ سالانہ جوبلی نمبر کا پوسٹیج ۱ر کل ۹ر ارسال فرمائیں

کیا اب بھی دوست اس عدیم المثال رعایت سے فائدہ نہ اٹھائینگے

خاکسار مینجر الفضل قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الفضل کی توسیع اشاعت کیلئے کوشش کرنا ہر احمدی دوست کا فرض ہے۔ امید ہے ہر خریدار دوست کم سے کم ایک نیا خریدار مہیا کرنے کی کوشش فرمائیں گے

خدا کے رسول کا تخت گاہ

از جناب مولوی برکت علی صاحب لائق۔ لدھیانہ

مرحبا اے قادیاں تجھ پر فدا ہوتا ہوں میں سوزشِ پنہاں سے آنسو خون کے روتا ہوں میں
میری کشتِ آرزو یارب پھلی پھولی رہے دانہ ہائے اشک تیری چاہ میں بوتا ہوں میں
المدد اے آمدِ سیلِ سرشکِ انفعال لوحِ بیما سے مقدر کا لکھا دھوتا ہوں میں
مر کے ہے ملتی حیاتِ جاوداں اس راہ میں کون کہتا ہے کہ نقدِ جاں یونہی کھوتا ہوں میں
نقشہ کھنچ جاتا ہے رویا میں تری تصویر کا بختِ خفتہ ہو اٹھے بیدار جب سوتا ہوں میں

مہبطِ انوار ہے تو تجھ میں ہر جا نور ہے
حق تو یہ ہے سرزمیں تیری سراپا نور ہے

کیا کہیں آ کے یہاں دن رات کیا دیکھا کئے نورِ دیں دیکھا کئے نورِ خدا دیکھا کئے
ہے حجابِ عارضی چشمِ غلط بیں کے لئے شاہدِ اعجاز کو ہم برملا دیکھا کئے
ہے تو ہی سرچشمۂ فیضِ الٰہی دہر میں تجھ کو آ آ کے ملائک بارہا دیکھا کئے
بن گیا تو اک رسولِ امتی کا تخت گاہ روم و لندن اور لاہور و گیا دیکھا کئے
تجھ میں اُترا آ کے آخر کاروانِ لا الہ مدتوں سے لوگ جس کا راستا دیکھا کئے

ابنِ مریم کا مثیل آیا بروزِ مصطفےٰ
ہے ضیا افشاں مہِ عالم فروزِ مصطفےٰ

مہدیِ مسعود بھی وہ ہے نبی موعود بھی اس پہ آج اسلام کا ہے سود بھی بہبود بھی
اک قدم دلدادہ الفت بڑھاتا ہے اگر دس قدم آتی ہے بڑھ کر منزلِ مقصود بھی
جل رہا ہوں عشقِ احمد میں نہیں گو لب پہ آہ میرے سینے میں ہے پنہاں آتشِ بے دود بھی
اے فدائے خود پرستی آ خودی سے باز آ حق کی نظروں میں ہے ابراہیم بھی نمرود بھی
جلوہ افگن شانِ احمد صاف ہے محمود میں مظہرِ شانِ خدا احمد بھی ہے محمود بھی

کون کہتا ہے کہ شمشیر اور، جوہر اور ہے
ہے غلط یہ آبِ گوہر اور گوہر اور ہے

مژدہ اللہ سے ملا فضلِ عمر کی شان میں ہے نظیر میرزا، وہ حسن میں احسان میں
رستگاری اس سے وابستہ ہے اب اقوام کی ناخدا ہے کشتیِ اسلام کا طوفان میں
دیکھ فضلِ ایزدی سے کیا بڑھا ہے جلد جلد کی نمو پیدا مرے سوکھے ہوئے ایمان میں

زینتِ تختِ خلافت مصلحِ موعود ہے
سایۂ فضلِ الٰہی سایۂ محمود ہے

میرے آقا تو مسیحِ پاک کی تصویر ہے تیری ہر تقریر میں قرآن کی تفسیر ہے
ہے ترے اخلاق شرمندہ کنِ کرّوبیاں حُسن تیرا رَوکشِ خورشیدِ پُرتنویر ہے
سایۂ دیوار تیرا سایۂ بالِ ہما خاکِ پائے بوس تیری بر ترازِ اکسیر ہے
ہیں غلامی پر تری قربان سو آزادیاں ہاں تری حلقہ بگوشی باعثِ توقیر ہے
نطق کے اعجاز نے مُردوں کو زندہ کر دیا آبِ حیواں کی لبِ جاں بخش میں تاثیر ہے

نورِ دیدہ اہلِ بینش کو ترا دیدار ہے
تذکرہ تیرا سرورِ جانِ ہر دیندار ہے

ہو پریشاں بوئے گل ہو کر گلستاں سے جدا تیرہ قسمت ہے دھواں شمعِ فروزاں سے جدا
تھوڑے پانی میں نتھار کے خاک میں کھو یا گیا اشکِ حسرت جب ہوا دامانِ مژگاں سے جدا
حیف اس دیوانگی پر بن گیا زنجیرِ پا جو گیا تارِ آہ مجنوں نے گریباں سے جدا
ذرہ تارا بن گیا تھا پرتوِ خورشید سے پھر نہ چمکا ہو گیا جب مہرِ تاباں سے جدا
اپنی ہستی کو بھی کھو بیٹھا ہوائے دہر میں قطرۂ ناچیز ہو کر بحرِ عرفاں سے جدا

دیکھنا مت بھولنے دینا دلِ آگاہ کو
کچے دھاگے کو نہ پکڑو، پکڑ حبل اللہ کو

حوصلے بڑھتے ہیں کیا کیا لطفِ جاناں دیکھکر پاؤں پھیلاتے ہیں ہم رحمت کا داماں دیکھکر
طائرِ ہمت کو یارب کر عطا وہ بال و پر رفعتِ پرواز پیدا ہو بیاباں دیکھکر
دے اولوالعزمی کہ ہر تکلیف بھی آرام دے آبلے آگے بڑھیں خارِ مغیلاں دیکھکر
خوگرِ جور و جفا ایذا سے لذت گیر ہو زخمِ دل ہنس دے مسرت سے نمکداں دیکھکر
عندلیبِ زار کو وہ نالۂ پُرسوز دے رنگِ گل اُڑنے لگے اسکو پریشاں دیکھکر

ساغرِ لائق شرابِ حسن سے معمور ہو
کاسۂ سائل تری درگاہ سے بھرپور ہو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

210

گوہرِ نایاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غیر مطبُوعہ مخطُوطات کا ایک صفحہ

از جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی از سکندر آباد

مکرمی ایڈیٹر صاحب "الفضل" نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سیرت نمبر کے لئے مجھے لکھا ہے۔ کہ میں مضمُون لکھوں میری حالت یہ ہے۔ کہ کچھ عرصہ سے میرے نظامِ عصبی میں ضعف آگیا ہے۔ اور طبیعت پر ایک قسم کا جمُود طاری ہے۔ میں نے ان کو معذرت کا خط لکھدیا۔ لیکن بعد میں مَیں نے نہ چاہا۔ کہ اس ثواب سے محروم رہوں۔ انہوں نے سیرت کا کوئی موضُوع مقرر نہیں کیا۔ اور حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجُود کی عملی دُنیا کو دیکھتا ہُوں۔ تو سے

زفرق تابقدم ہر کُجا کہ مے نگرم
کرشمہ دامن دل مے کشد کہ جا اینجا است

اور پھر آپ کی زندگی کے جس پہلُو پر نظر کرتا ہُوں۔ وُہ ہر ایک ایک ضخیم تصنیف کا داعی ہے۔ میں نے مناسب سمجھا۔ کہ میں احبابِ جماعت کو ایک ایسی علمی اور عملی چیز کا ہدیہ دُوں۔ جو میرے آقا و مولےٰ نے (میری تحقیقات کے موافق) قریباً ستر برس پہلے لکھی تھی۔ اور اس کی اشاعت کا موقعہ نہ آیا۔ وُہ ناتمام مگر گرانمایہ اور بلند پایہ دَولت خاکسار عرفانی کے بہرہ سعادت میں تھی۔ اس کا ایک ورق سیرت نمبر کی نذر کرتا ہُوں۔ اور جب اللہ تعالےٰ چاہے گا اور جس طرح پر چاہے گا۔ اس کی اشاعت بھی ہوجائے گی۔ [illegible] المولیٰ ونعم الرفیق۔

فرماتے ہیں

اصل وسائل اسلام تک پہونچنے کے لئے امُورِ ذیل ہیں۔ یعنی:۔

(۱) علم ہستی باری تعالےٰ۔ (۲) وعلم حسن واحسان باری (۳) وعلم عظمت و جلال واستغنائے باری (۴) و ورزش قویٰ یعنے کف نفس از جذبات سبعی و بہیمی و وہمی (۵) و توبۃ النصوح یعنی رجوع الی اللہ بصدق و وفا و تخلق باخلاق اللہ۔ (۶) ولا الٰہ الا اللہ۔ یعنی تبرّی از عبادت غیر و تخلیہ قلب از ہر قسم شرک۔ (۷) وصوم (۸) وصلوٰۃ (۹) وحج (۱۰) وزکوٰۃ (۱۱) وصحبت صادقین (۱۲) ایثار عزت ومال وجان للہ۔

لیکن چونکہ خداتعالےٰ کی ہستی۔ اور دیگر تمام امُور مذکرہ بالا کا علم صحیح و یقینی وقطعی مجرد عقلی طریق سے حاصل ہونا غیر ممکن ہے۔ اور بغیر تحقق شرط صحت و یقین کے یہ سب وسائل بیکار ہیں۔ اس لئے ان مدارج کے طے کرنے کے لئے سب سے پہلے قرآن شریف کے الہامی ہونے کا ثبوت بیان کرنا ازبس ضروری تھا۔ سو اللہ جل شانہٗ نے اپنی کتاب بزرگ میں یہی طریق اختیار کیا ہے۔ مگر تکمیل مضمُون اور صفائی بیان کے لئے اول عام طور پر ضرورتِ الہام ثابت کی ہے۔

اور پھر قرآن کے نزول کی ضرورت حقہ اور اس کی پاک تاثیرات جو مومنوں کے دِلوں پر اس نے کیں۔ اور کرتا ہے۔ اور اس کی بےمثل ومانندیت فصاحت وبلاغت اور اس کی جامعیت ظاہری وباطنی۔ اور خارق عادت مجمع جمیع علوم ومعارف ہونا۔ اور اس کا ہر ایک غلطی سے بکلّی منزہ و پاک ہونا۔ یہ چھ وسائل ہیں جو قرآن شریف کا منجانب اللہ ہونا پختہ یقین سے ثابت کرتے ہیں۔ اور ہر ایک الہامی کتاب کے الہامی ہونے پر پختہ یقین تب ہی ہو سکتا ہے۔ کہ وُہ ایسے ہی بڑے زبردست وسائل سے اپنا منجانب اللہ ہونا ثابت کرے۔

(۲)

قرآن شریف پانچ طور سے خارق عادت ہے (۱) فصاحت وبلاغت کی رُو سے۔ (۲) جمیع معارف دینیہ پر محیط ہونے کی رُو سے (۳) مبرا عن العیوب ہونے کی رُو سے (۴) قاری پر اپنی حقانیت کا اثر ڈالنے کی رُو سے (۵) پیروی کرنے والے کو تائید خاص منور الباطن۔ اور حرکی نفس کرنے کے رُو سے۔

(۳)

(یہاں حضور نے کچھ اشعار لکھنے کا ارادہ فرمایا تھا۔ مگر ایک شعر مکمل ہے۔ باقی دو کے دُوسرے مصرع ہیں۔ (عرفانی))

انساں اگرچہ ارض وسما کو ہلا سکے
اس کی قضا کے سامنے کیا پیش جا سکے

. . . .

ایسی نہیں یہ بات کہ کوئی بنا سکے

. . . .

ناداں بشر کے فہم میں کیونکر وُہ آسکے

(نوٹ از خاکسار عرفانی) نفس مضمُون کے متعلق بجز اس کے کچھ عرض کرنے کی ضرورت نہیں۔ کہ غائر نظر سے ایک عالم کے لئے اس میں قرآن مجید کی حقانیت اور تزکیہ نفس اور حقیقت اسلام کو اپنے اندر پیدا کرنے کے لئے ایک کلید ہے اور اسی سے اندازہ ہوسکتا ہے۔ کہ اس جامع مضمُون کے اندر کیا حقائق۔ اور معارف ہوں گے۔

اشعار کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے اور یہ طریق دُرِ مکنون میں بھی نمایاں ہے کہ عموماً حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی دُوسرا مصرع پہلے کہہ دیتے تھے۔ چونکہ شعر وشاعری کے متعلق آپ کا مقصد یہ تھا۔ جو آپ نے خود بیان فرمایا:۔

کچھ شعر وشاعری سے اپنا نہیں تعلق
اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

اس لئے آورد کی کوشش نہ فرماتے تھے۔

مخلص احباب سے درخواست ہے کہ وُہ خاکسار کے لئے دُعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ مجھے توفیق دے۔ اور سامان مہیا کردے۔ کہ یہ نایاب جواہرات میں شائع کرسکوں۔ میں ان کو خود حضور ہی کے شانی خط میں فوٹو بلاکس کے ذریعہ چھپانا چاہتا ہُوں۔ اس طرح پر یہ مبارک تحفہ ہی احباب کے ہاں موجود رہے گا۔ اللہ تعالےٰ نے حضور کے جن مخطوطات کو محفوظ رکھا ہے۔ وُہ یقیناً شائع بھی ہوجائیں گے۔ وُہ آپ ایسے دلوں میں الہام کرے گا۔ جو کاغذ اور سیاہی کی قیمت کا حساب کرنے سے بالاتر ہوں گے۔ اور جن کو اس قسم کے گنج گرانمایہ کی اشاعت کا جوش اور شوق ہوگا۔ وُہ آج ہو۔ یا آج سے کئی سال بعد۔ بہرحال مبارک ہوں گے وُہ وجُود۔ جو اس خدمت کی سعادت حاصل کریں گے۔ اللّٰھُمّ اجعلنا منھُم آمین۔

ٹِٹ بِٹ

موتی

مردانہ قوت
جسمانی صحت
ہاضمہ درست
دماغی طاقت
خون کی بہتات
پٹھے مضبوط

برقرار رکھنے کے لئے

ٹِٹ بِٹ موتی

ایک جادو اثر غذا ہے

T BIT T

TIT-BIT

THE IDEAL APHRODISIAC

ضروری نوٹ:۔ ہر موسم میں یکساں مفید ہے۔

کتنا گیا گذرا اور ضعیف العمر آدمی کیوں نہ ہو۔ پہلی ہی خوراک سے اثر نمایاں ہوگا

قیمت فی شیشی ۳/۸ محصولڈاک علاوہ

سول ایجنٹ:۔ پرنس اینڈ کمپنی پوسٹ بکس ۱۱۷ فورٹ بمبئی

Manufacturers TIT-BIT. Co.

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گلدستہ تعلیم الدین مجلد سنہری

حجم ۹۰۰ صفحات قیمت معہ جلد صرف ڈیڑھ روپیہ

یہ نایاب کتاب انیس ۱۹ بیش بہا علمی تعلیمی تبلیغی دینی وطبی مضامین پر مشتمل ہے۔ اس کے دو سو ۲۰۰ صفحوں پر قرآن کریم کا ترجمہ سکھلانے کے لئے ایکسو پندرہ ۱۱۵ سبق معہ آسان قواعد عربی صرف ونحو اور بانوے ۹۲ صفحات پر حدیث شریف کی مشہور کتاب عمدۃ الاحکام شمولہ نصاب مدرسہ احمدیہ۔ ہائی سکول۔ نصرت گرلز سکول کا ترجمہ معہ تشریح اور باون ۵۲ صفحوں پر فارسی درثمین کا سلیس اردو ترجمہ اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے لکھے ہوئے عربی صرف ونحو کے بارہ سبق اور ۲۵ طبی نسخے۔ اور اس کے علاوہ سلسلہ کے علماء وفضلاء کے لکھے ہوئے چودہ مفید و کارآمد تبلیغی و تاریخی مضامین درج ہیں۔ یہ کتاب دینی مضامین کا چھوٹا انسائیکلوپیڈیا ہے ناپسند آئے تو دس روز تک واپس کر کے رقم وصول کریں

کلید ترجمۂ قرآن مجید

ہر معمولی اردو دان کو بلا مدد استاد صرف چھ مہینہ میں قرآن کریم کا ترجمہ سکھلانے والی بے نظیر اور پہلی کتاب جو آج تک دنیا کی کسی زبان میں شائع نہیں ہوئی۔ "گلدستہ تعلیم الدین" میں درج شدہ سلسلہ اسباق القرآن کو اس کتاب میں مکمل کر دیا گیا ہے۔ اور پہلے پارہ سے تیسویں پارہ کی سورۃ والناس تک تمام قرآن کریم کے دس ہزار الفاظ کا ترجمہ اور اس کی لغات کے معانی صدہا سبقوں کی صورت میں لکھے گئے ہیں جس کے ذریعہ چوتھی جماعت کا طالب علم چھ ماہ میں قرآن کریم کا ترجمہ سیکھ سکتا ہے۔ یہ کتاب کئی سال کی محنت اور صدہا روپیہ کے خرچ سے تیار ہوئی ہے اور حضرت ناظر صاحب تصنیف و تالیف کی منظوری اور اجازت اور سلسلہ کے جلیل القدر عالم مولانا غلام نبی صاحب فاضل مصری کی تصحیح اور نظر ثانی کے بعد شائع کی جا رہی ہے۔

قیمت معہ جلد و سنہری نام صرف دو روپے

المشتہر

حکیم محمد عبد اللطیف شہید منشی فاضل ادیب فاضل قادیان (پنجاب)

211

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجرّب اور خالص ادویّہ!

اگر آپ کو مجرب اور خالص ادویّہ کی ضرورت ہے۔ تو آپ ہمارے دواخانہ سے طلب کریں۔ آپ کو ہر قسم کی ادویّہ ہم مہیا کر کے دیں گے۔

شباکن

شباکن کیا ہے۔ یہ ایک نئی دوائی ہے۔ جو کہ بخار کا نہایت مجرّب اور بے نظیر علاج ہے۔ اس دوا نے کونین کی ضرورت سے آپکو آزاد کر دیا ہے۔ کونین کھانے سے ایک طرف بخار ٹوٹتا تھا۔ تو دوسری طرف مریض کی کمر بھی ٹوٹ جاتی تھی۔ جسم کانپتا تھا۔ سر میں چکر آتے تھے۔ رنگ زرد ہو جاتا تھا۔ سینہ کھڑا نہ ہو جاتا تھا۔ معدہ خراب ہو جاتا تھا۔ شباکن میں ان میں سے کوئی نقص نہیں ہے۔ سر میں نہ چکر آتے ہیں۔ نہ ضعف ہوتا ہے۔ نہ ہاضمہ خراب ہوتا ہے۔ نہ جسم کانپتا ہے۔ بلکہ معدے اور دل کو مضبوط کرتی ہے۔ اور پیشاب و پسینہ خوب کھول کر لاتی ہے۔ اور بخار بغیر تکلیف کے پیدا ہونے کے اتر جاتا ہے۔ کونین سے تلی اور جگر کو نقصان پہنچتا ہے۔ جگر اور تلی کے مریض اس سے تکلیف اٹھاتے ہیں۔ مگر شباکن تلی اور جگر کا علاج ہے۔ اس سے تلی دور ہوتی ہے۔ اور جگر کی اورام جاتی رہتی ہیں۔ اور خون صالح پیدا ہوتا ہے۔ شباکن بچوں کیلئے بھی اکسیر ہے۔ بغیر اس کے کہ کونین کی طرح اُن کے خوبصورت چہروں کو زرد بنا دے۔ یہ ان کے خون میں خرابی پیدا کئے بغیر ان کے بخار کو اتار دیتی ہے۔ شباکن کو اگر آپ بخار سے پہلے استعمال کریں۔ تو بخار کے حملوں سے بچ جائیں گے۔ بچوں کو بخار کا شکار ہونے سے پہلے شباکن کا استعمال کرائیے۔ تاکہ ان کی ننھی سی جان بخار کے حملہ سے کمزور نہ ہو جائے۔ یہی دن بچوں کے بڑھنے کے ہوتے ہیں۔ انکو امتحان میں نہ ڈالیئے۔ ان کی صحت کو محفوظ رکھیئے پھر دیکھیئے وہ کسطرح دن اور رات صحت میں ترقی کرتے ہیں۔ شباکن کو یاد رکھیئے۔ شباکن ایک بے نظیر دوا ہے۔ قیمت سو خوراک فی ڈبیہ ایک روپیہ

تریاق کبیر

یہ تریاق حیرت انگیز اثر دکھاتا ہے۔ اسے جادو کا قطرہ کہنا چاہیئے۔ سر درد ہو یا پیٹ میں درد ہو۔ یا بچھو بھڑ وغیرہ زہریلا کیڑا کاٹے۔ بس ایک قطرہ اس کا کھانا اور لگانا کافی ہوتا ہے۔ فوراً درد کو آرام ہو جاتا ہے زہریلے جانور کا زہر اثر نہیں کرتا۔ اور سوجن نہیں ہوتی۔ دست ہوں۔ تو دو قطرے گرم پانی میں پی لیجئے۔ پس فوراً آرام ہوگا۔ متلی ہو۔ بخار ہو۔ اس کے کھانے سے فوراً تسکین ہو جاتی ہے۔ پیاس ہو۔ تو اس کے دو قطرے پی لینے سے اس کی شدت ٹوٹ جائیگی۔ غرض یہ دوا گھر کا ڈاکٹر ہے۔ تقریباً ہر مرض میں مفید ہے قیمت بڑی شیشی ۸؍ درمیانی شیشی ۴؍ چھوٹی شیشی ۱؍

معجون فوفل

یہ دوا سیلان الرحم کا خدا تعالےٰ کے فضل سے یقینی علاج ہے۔ متواتر تجربہ میں آچکی ہے اور بہت سے معزز گھرانوں میں مستعمل ہے چند دن کی خوراک سے فائدہ ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اور یوں بھی عورت کی صحت پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔ سیلان الرحم سے اٹھرا بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ پس جن اٹھرا والی عورتوں کو سیلان کی تکلیف ہو۔ انہیں یہ دوائی ضرور استعمال کرنی چاہیئے۔ سیلان سے عورت کی صحت کے علاوہ بچوں پر بھی بُرا اثر پڑتا ہے۔ پس بچوں کی صحت کی خاطر دودھ پلانے والی عورتوں کو اس کا ضرور استعمال کرنا چاہیئے۔ قیمت فی تولہ ۴؍

اکسیر شباب

یہ دوائی کھوئی ہوئی طاقتوں کیلئے اکسیر کا کام دیتی ہے۔ اس میں کشتہ طلاء۔ کشتہ نقرہ۔ کشتہ فولاد اور بہت سی دیگر مقوی ادویہ ہیں۔ یہ دوا اپنی نظیر آپ ہے۔ اور اس قسم کی دواؤں میں سے کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی قیمت تیس خوراک پانچروپے ۵؍

حبوب جوانی

بعض دفعہ مردانہ ضعف کا سبب جوہر حیات کی کمی ہوتا ہے۔ یہ دوا انسانی جوہر کو پھر سے پیدا کرنے اور بڑھانے میں بے حد مفید ہے۔ جب جوہر حیات کم ہو جائے۔ تو مقوی ادویہ کا استعمال فائدہ کی بجائے نقصان دہ ہوتا ہے۔ اس کے چند روزہ استعمال سے جوہر حیات بڑھ جاتا ہے۔ پس اکسیر شباب کے ساتھ یا علیحدہ اگر اس کا استعمال کیا جائے۔ تو جن لوگوں کو ضعف اور کمزوری کی شکایت ہو۔ ان کو بہت فائدہ ہوگا۔ جو قیمتی سے قیمتی دواؤں سے نہ پہنچا ہوگا۔ قیمت پچاس گولیاں تین روپے۔

حب مروارید عنبری

یہ ایک پرانے مشہور زمانہ کے طبیب کا نسخہ ہے۔ تمام مشہور مطبوں میں استعمال ہوتا ہے۔ ہم نے اسمیں تبدیلی کر کے اور بھی مفید بنا دیا ہے۔ یہ دل جگر معدہ کو تقویت دینے میں بے نظیر ہے۔ دل دھڑکتا ہو۔ خفقان ہو۔ خون میں کمی ہو۔ دوران سر ہو۔ کام سے تھکان ہو جاتی ہو۔ طبیعت نڈھال رہتی ہو۔ تو اس کا استعمال کر کے ضرور دیکھیں۔ قیمت ۴۰ گولیاں چار روپے۔

معجون مقوی

یہ معجون حرارت غریزی کے بڑھانے میں اور مایوس لوگونکی کمزوری کے دور کرنے میں بے حد مفید ہے۔ قیمت فی تولہ ۱؍۴

نزد جام عشق

یہ مشہور دوا ہے۔ ہم نے خالص مفردات سے اسکو تیار کیا ہے۔ اس وجہ سے ہم دوسرے دوکانداروں کے برابر قیمت پر فروخت کرنے سے معذور ہیں۔ ہم ثابت کر سکتے ہیں کہ جو لوگ اس دوا کو ارزاں فروخت کرتے ہیں۔ وہ اصلی اجزاء کی لاگت سے بھی کم قیمت پر فروخت کر رہے ہیں ظاہر ہے۔ کہ وہ یا تو ناقص دوائیں ڈالتے ہیں۔ یا پھر قیمتی دوائیں ڈالتے ہی نہیں۔ قیمت ۶۰ گولیاں درجہ اول چھ روپے درجہ دوم ساٹھ گولیاں چار روپے۔

سرمہ ممیرا خاص

یہ سرمہ ہمارے دواخانہ کی خاص دوا ہے۔ بہت سے سرٹیفیکیٹ آچکے ہیں۔ بہت لوگوں کی آنکھوں کو حیرت انگیز فائدہ ہوا ہے۔ ککروں۔ سرخی۔ پڑوال۔ دھندنا۔ ناخونہ پانی کا بہنا وغیرہ سب امراض کیلئے نہایت ہی مفید ہے۔ قیمت فی تولہ عـہ۔ چھ ماشہ عـہ تین ماشہ ۱۰؍

حب جُنند

یہ دوا ہسٹیریا۔ جنون۔ اعصابی خرابی کیلئے اکسیر ہے۔ جن عورتوں کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے ہوں۔ اور بیہوش ہو جاتی ہوں۔ بیہودہ باتیں کرنے لگتی ہوں۔ دل گھبراتا ہو۔ یا مایوسی طاری رہتی ہو۔ یا جن مردوں کو ضعف دل کی تکلیف یا گھبراہٹ یا کام سے نفرت یا رونے۔ ہنسنے یا بولنے یا خاموش رہنے کی خواہش زبردست ہو۔ انکے لئے نہایت مفید ہیں۔ قیمت یکصد گولیاں پندرہ روپے ۱۵؍

حب کیباب

یہ دوا ان لوگوں کیلئے ہے۔ جنکا بلڈ پریشر (خون کا دباؤ) کم ہو جاتا ہے۔ ایسے لوگ صبح اٹھتے ہیں تو انکا جسم بالکل تھکا ہوا ہوتا ہے۔ ہاتھ پاؤں سُن ہو جاتے ہیں۔ سر بھاری معلوم ہوتا ہے۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے۔ جیسے جسم میں سے جان نکل گئی ہو۔ ایسے لوگوں کو تھوڑی سی محنت سے بخار ہو جاتا ہے۔ کمر میں درد شروع ہو جاتی ہے۔ اور دماغ میں ضعف معلوم ہوتا ہے۔ یہ حالت سل۔ دق یا اور کسی بڑی بیماری کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ حب کیباب اس حالت کا علاج ہے۔ جسم کو طاقت بخشتی ہے۔ خون کے دوران کو ٹھیک کرتی ہے صحت کو بحال کرتی ہے قیمت فی شیشی ۱۰۰ گولیاں ۸؍

ہمدرد نسواں

یہ دوا اٹھرا کا یقینی علاج ہے۔ اس کے کھانے سے اس مرض کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔ دودھ پلانے کے ایام میں ماں اور بچہ کو حسب ہدایت کھلانی چاہیئے۔ یہ نسخہ خاص اور مجرب ہے۔ اور عام بازاری نسخوں سے مختلف ہے۔ قیمت فی تولہ ۸؍

حب لبماک

خشک کھانسی جو دمہ کی شکل کی ہو۔ یا دمہ کے دورہ کے وقت جب بلغم سینہ میں پھنسا ہوا ہو۔ اور سانس کی تکلیف ہو۔ یہ چار گولیاں کھانے سے بے حد فائدہ ہوتا ہے۔ دمہ کے مریضوں کو یہ دوا اپنے پاس رکھنا چاہیئے۔ کھانسی کو یہ دوا جڑھ سے اکھاڑ دیتی ہے۔ پہلی خوراک سے اثر محسوس ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ قیمت فی درجن چھ آنے صرف

ملنے کا پتہ:- دواخانہ خدمتِ خلق قادیان (پنجاب)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لنڈن - ۲ر دسمبر۔ قاہرہ کے ایک گاری اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ جرمن فوجوں نے طبروق کو بیرونی برطانی فوج سے کاٹ دیا ہے اور اس کے رستہ کو توڑ دیا ہے۔ اور اس طرح وہ طبروق کے اندرونی مورچوں میں گھس آئے ہیں۔ سیدی رزیغ اور بئر الحمید پر بھی جرمنوں کا قبضہ پھر سے ہو گیا ہے۔ اور جرمن فوجیں باہم مل گئی ہیں۔ ایک پنجابی رجمنٹ نے ایک اور مقام پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور پانسو قیدی پکڑ لئے ہیں۔ برطانی طیاروں نے باردیہ اور بن غازی پر بم باری کی۔ برطانی فوجوں کو اپنی کامیابی کا پورا یقین ہے۔

لنڈن - ۲ر دسمبر۔ روسی اخبار "پراودا" نے لکھا ہے کہ روسٹوف کی جرمن فوج جس میں ٹینکوں کے زبردست دستوں کے علاوہ سینکڑوں بھاری توپیں بھی ہیں۔ اب یقینی طور پر موت کے منہ میں ہے۔ جرمن کہہ رہے ہیں۔ کہ روسٹوف میں روسی فتح کی کوئی اہمیت نہیں۔

ہیلسنکی - ۲ر دسمبر۔ فن پارلیمنٹ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ روس سے چھینا ہوا علاقہ اپنی سلطنت میں شامل کر لیا جائے۔ ہینگو کی بندرگاہ جو روس کو تیس سال کے لئے لیز پر دی گئی تھی۔ وہ بھی واپس لے لی گئی ہے۔

انقرہ - ۲ر دسمبر۔ ترکش ریڈیو کا بیان ہے کہ برطانیہ بہت جلد فن لینڈ کے خلاف اعلان جنگ کرنے والا ہے۔ لیکن اس کے متعلق امریکہ نے اپنے طرز عمل کا کوئی فیصلہ نہیں کیا۔

لنڈن - ۲ر دسمبر۔ آسٹریلیا کے وزیر اعظم نے اعلان کیا ہے کہ جہاز "سڈنی" کے تمام جہازی جن کی تعداد ۶۴۳ ہے لاپتہ ہیں۔ ان میں چالیس افسر تھے۔ اس جہاز کو آسٹریلیا کے قریب غرق کیا گیا ہے۔ ایک اور جہاز بھی تارپیڈو مار کر ڈبو دیا گیا۔

انقرہ - ۲ر دسمبر۔ کہا جاتا ہے کہ مفتی اعظم فلسطین نے ہٹلر سے ایک معاہدہ کیا ہے کہ اگر خدانخواستہ برطانیہ کو شکست ہوئی تو فلسطین میں مفتی صاحب کی حکومت قائم کی جائے گی۔ اور وہاں سے تمام یہودیوں کو نکال دیا جائیگا۔

لنڈن - ۲ر دسمبر۔ ہنکانگ سے عورتوں اور بچوں کو نکال لینے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ پناہ گاہیں زیر تعمیر ہیں۔ ہزارہا کی تعداد میں والنٹیر بھرتی کئے جا رہے ہیں۔ سیام ریڈیو سے اعلان کیا گیا ہے کہ سیامی سرحد کے پاس کوئی جاپانی فوج نہیں۔ نہ ہی برطانی دستے ہیں۔ اس قسم کی سب افواہیں غلط ہیں۔

انقرہ - ۲ر دسمبر۔ ترکش ریڈیو کا بیان ہے کہ جاپان کی موجودہ وزارت شاید دو تین دن تک ٹوٹ جائے۔ کیونکہ خارجہ پالیسی کے بارہ میں وزراء میں اختلاف ہے۔ امریکہ سے سمجھوتہ کی تمام امیدیں ختم ہو گئی ہیں۔

لنڈن - ۲ر دسمبر۔ آج ہاؤس آف کامنز میں مسٹر چرچل نے اعلان کیا۔ کہ آئندہ ۱۸½ سال سے پچاس سال عمر کے لوگوں کو فوج میں لازماً بھرتی ہونا ہوگا۔ بیس اور تیس سال کی درمیانی عمر کی کنواری لڑکیوں کو بھی جبری طور پر بھرتی ہونا پڑے گا۔ ۱۹۴۱ء میں ہمارے لئے پیداوار کی شدید مشکل تھی۔ مگر وہ اب دور ہو چکی ہے۔ اب برطانی فوجیں پوری طرح مسلح ہو چکی ہیں۔ اور دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ برطانیہ میں اب ۱۷½ لاکھ ہوم گارڈ موجود ہیں۔ آئندہ یہ پابندی اڑا دی گئی ہے کہ ۱۹ سال سے کم عمر کے فوجیوں کو ملک سے باہر نہیں بھیجا جا سکتا۔ ہمیں پوری طرح تیار رہنا چاہیئے۔ ممکن ہے کہ ہٹلر مشرقی مہم کی کامیابی سے مایوس ہو کر نئے سال میں برطانیہ پر حملہ کر دے۔

بیروت - ۲ر دسمبر۔ لبنان میں نئی جمہوریت قائم ہو گئی ہے۔ جس میں تمام فرقوں کو نمائندگی دی گئی ہے۔ احمد داؤد وزیر اعظم مقرر ہوئے ہیں۔

کلکتہ - ۳ر دسمبر۔ بنگال پراونشل مسلم لیگ نے لیگ کے تمام ممبران اسمبلی کو حکم دیا ہے کہ کل تک مسٹر فضل الحق کی نئی پروگریسو پارٹی سے علیحدہ ہو جائیں۔ پراونشل لیگ کے صدر مسٹر موصوف ہیں مگر وہ اس اجلاس میں شریک نہ تھے۔

لنڈن - ۲ر دسمبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ امریکن فوجیں بھاری تعداد میں جزائر شرق الہند میں پہنچ چکی ہیں۔ ان میں بکثرت پیراشوٹ سپاہی بھی ہیں۔

لنڈن - ۳ر دسمبر۔ جنرل گوئرنگ سے ملاقات کے بعد مارشل پیٹان نے پہلا حکم یہ دیا ہے۔ کہ کوئی یہودی کسی بحری یارڈ میں مزدوری یا تجارت نہیں کر سکتا۔

بنکاک ۳ دسمبر۔ سیام کے جاپانی سفیر نے کل رات سیام کے وزیر اعظم سے ملاقات کی۔ ڈومے ایجنسی کا بیان ہے کہ اس میں کوئی اہم مسئلہ زیر بحث نہیں آیا۔

لنڈن ۲۔ دسمبر۔ ابی سینیا کی آخری اطالوی چھاؤنی گونڈر کی تسخیر کے نتیجہ میں ۲۳ ہزار اطالوی سپاہی قید کئے گئے ہیں۔

برلن - ۲ر دسمبر۔ جرمن ہائی کمانڈ نے اعلان کیا ہے۔ کہ ان کی فوجیں ماسکو کی طرف اور آگے بڑھ گئی ہیں۔ اس نے لیبیا میں اتحادی فوجوں کے شدید نقصان کا بھی دعوےٰ کیا ہے۔ مگر یہ بالکل غلط ہے۔ یہاں جرمن نقصان اتحادیوں سے بہت زیادہ ہے۔

ٹوکیو - ۳ دسمبر۔ کل مشرقی مانچوکو کی سرحد پر روسی اور جاپانی سپاہیوں میں تصادم ہو گیا۔ جس میں دو روسی سپاہی ہلاک ہوئے۔

انقرہ ۳۔ دسمبر۔ جرمن حلقوں میں یہ خطرہ محسوس کیا جا رہا ہے۔ کہ امریکہ فرانسیسی نو آبادیات کے خلاف کوئی قدم اٹھانے والا ہے۔ گوئرنگ اور پیٹان میں عنقریب ایک اور ملاقات ہوگی۔

وشی ۳ر دسمبر۔ مارشل پیٹان۔ اور جنرل گوئرنگ میں کل ساڑھے تین گھنٹہ گفتگو ہوئی امیرالبحر ڈارلان کے سکرٹری کا بیان ہے کہ مارشل پیٹان نے جرمنی سے تعاون کی خواہش کا اظہار کیا تھا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ فرانس بھی کمیونزم کے خلاف معاہدہ میں شامل ہو جائے گا۔ اور یہ ملاقات نہایت اہم اور دور رس نتائج پیدا کرنے والی ہوگی۔

صوفیہ ۳۔ دسمبر۔ بلغاری ریڈیو سے کہا گیا ہے۔ کہ مارشل پیٹان اور جنرل گوئرنگ کی کانفرنس میں یقینی طور پر فرانسیسی افریقہ اور ڈاکر کی حفاظت کا بار جرمنی کے کندھوں پر ڈالا گیا ہے۔

واشنگٹن ۲۔ دسمبر۔ اعلان کیا گیا ہے کہ مسٹر روزویلٹ جاپان سے یہ دریافت کر رہے ہیں۔ کہ ہند چینی اور سیام کی طرف جاپانی افواج کی نقل و حرکت کا کیا مطلب ہے۔ برطانیہ کا مشہور جنگی جہاز "پرنس آف ویلز" سنگاپور پہونچ گیا ہے۔

انقرہ - ۲ر دسمبر۔ ترکش ریڈیو کا بیان ہے کہ جنوبی یونان اور کریٹ میں جرمنوں نے بہت سے ہوائی جہاز اور گلائیڈر جمع کئے ہیں۔ جن کے ذریعہ لیبیا میں کمک پہنچائی جائے گی۔ اسی مقصد کے لئے بہت سے ٹینک اور پیراشوٹ بھی مہیا کئے گئے ہیں لیکن برطانیہ نے بحیرہ روم کے رقبہ میں اس قدر جہاز جمع کر رکھے ہیں۔ کہ جرمنوں کے لئے لیبیا میں کمک پہونچانا قریباً ناممکن ہو رہا ہے۔

ٹوکیو - ۳ر دسمبر۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے، مشرق بعید کی نازک صورت حالات کے پیش نظر جاپانی وزیر خارجہ سے سمندر پار کے معاملات کا چارج لے کر وزیر زراعت کے سپرد کیا گیا ہے تا وزیر خارجہ کو بین الاقوامی معاملات کی طرف پوری توجہ دینے کا موقعہ مل سکے۔

لنڈن - ۲ر دسمبر۔ محکمہ خزانہ برطانیہ نے ایک اعلان میں بتایا ہے کہ نومبر کے پہلے ہفتہ میں آمدنی کے معمولی ذرائع سے ۴ کروڑ ۴۰ لاکھ پونڈ وصول ہوئے۔ یہ رقم گذشتہ سال کے اسی ہفتہ کی آمد سے دوگنا ہے۔ ۲۲ر نومبر کو بچت کی تحریک کا دوسرا سال ختم ہوا۔ پہلے سال کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دستور الارتقاء

سورۃ بنی اسرائیل کی لطیف تفسیر کے متعلق جناب مولوی جلال الدین صاحب شمس مبلغ بلاد عربیہ و انگلستان فرماتے ہیں: "جہاں تک میں نے اس کا مطالعہ کیا ہے اسے نہایت لطیف تفسیر پایا ہے تفسیر دلکش پیرایہ میں لکھی گئی ہے اور اس تفسیر میں قرآن مجید کی علمی خوبیوں کے ذکر کرنے کے علاوہ اس خوبی کو نہایت مبرہن کر کے دکھایا گیا ہے کہ قرآن مجید ایک مرتب اور منظوم کلام ہے اور اس کی ہر ایک سورۃ ایک مستقل کتاب کا حکم رکھتی ہے جو کئی بابوں پر مشتمل ہے۔" لکھائی چھپائی اعلیٰ قیمت ۱۲ر ملنے کا پتہ عبد اللطیف معلم المجاہدین قادیان۔ جلسہ سالانہ پر ہر بک سیلر سے مل سکیگی۔

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی۔